﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21

جمعۃ المبارک 14 ؍فروری 2014ء

14 ؍ربیع الثانی 1435 ہجری قمری ❁ 14 ؍تبلیغ 1393 ہجری شمسی

شمارہ 07

سب سے بہتر معلّم قرآن

حضرت عثمانؓ بن عفان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ

تم میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الفضائل باب خیرکم من تعلّم القرآن حدیث نمبر 4693)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔

”خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُهٗ وَعَزَّ اِسْمُهٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا“۔

”اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے“۔

(اشتہار 20؍فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

❁❁❁❁❁❁❁

”یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اتمّ ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے“۔

(اشتہار 22؍مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

❁❁❁❁❁❁❁

”صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے“۔

(اشتہار 8؍اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

❁❁❁❁❁❁❁

عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
اور سیدنا المصلح موعود رضی اللہ عنہ
نظم ونثر کی روشنی میں

تحریر: مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مرحوم)

ہمارے محبوب امام سیدنا المصلح موعود رضی اللہ عنہ دورِ حاضر کے عظیم ترین روحانی پیشوا، مصلحین اُمّت کی گوناگوں صفات کے مرقع اور ''فخرِ رسل'' کے آسمانی لقب کے حامی تھے۔ حسن میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے مثیل، خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بروز، کمالاتِ شعری میں حضرت حسّان بن ثابت کے مظہر اور عشق رسول میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجسّم تصویر!

حضور انور کی خدانما زندگی کے اگرچہ ہزارہا پہلو ہیں اور ہر پہلو اپنے اندر ایک خاص شان رکھتا ہے اور آپ کی ذات میں ایک منفرد اور ممتاز حیثیت سے جلوہ گر ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عاشقانہ تعلق کے بعد آپ کو اوّلین و آخرین میں سے جس وجود مقدس ومطہر کے ساتھ سب سے زیادہ محبت وعقیدت تھی اور جس کی یاد میں آپ کی روح ہر وقت گداز رہتی اور حمد کے ترانے گاتی تھی وہ سیدالاوّلین والآخرین فخرِ دو عالم فخرِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامیّ روحی وجنانی) تھے۔ جس کا کسی قدر اندازہ آپ کے شعری کلام سے بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ زیرِنظر مضمون میں حضور کی منظومات میں سے ایک مختصر سا انتخاب ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

1۔ عنفوانِ شباب کے آغاز سے حُبِّ محمدؐ کے ترانے

سیّدنا المصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف اٹھارہ برس تھی کہ آپ نے اپنے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں اشعار کہنے شروع کردیئے جس سے قطعی طور پر نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جناب الٰہی کی طرف سے عشق رسول کا بے پناہ جذبہ ابتدا ہی سے آپ کی فطرت کو ودیعت کیا گیا تھا اور آپ کی روح کو روحِ مصطفویؐ سے ایک خاص نسبت وتعلق تھا۔ چنانچہ آپ نے 1907ء میں فرمایا:

محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
وہ ہم کہ فکر میں دیں کے ہمیں قرار نہیں
وہ تم کہ دینِ محمدؐ سے کچھ بھی پیار نہیں
کروڑ جاں ہو تو کردوں فدا محمدؐ پر
کہ اس کے لطف وعنایات کا شمار نہیں

2۔ انیس سال کی عمر میں نعتِ رسولؐ

1908ء میں جبکہ حضور کی عمر صرف انیس سال کی تھی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں پرکیف نعت لکھی جس کے چند اشعار یہ تھے۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کُوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کردیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

3۔ دینِ مصطفیٰ کے لئے درد

اسی زمانہ میں ایک اور نظم میں دینِ محمدؐ کے لئے اپنی بے قراری اور اضطراب کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

کچھ اپنے تن کا فکر ہے نہ مجھ کو جان کا
دینِ محمدیؐ کے لئے مر رہا ہوں میں
بیمار روح کے لئے خاکِ شفا ہوں میں
ہاں کیوں نہ ہو کہ خاکِ درِ مصطفیٰ ہوں میں

4۔ جمالِ محمدیؐ میں برکت کے لئے دعا

جنوری 1914ء میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کا چشمہ بحرِ موّاج کی شکل اختیار کر گیا اور آپ کے قلب و روح جمالِ محمدیؐ اور انوارِ محمدیؐ کے تصور میں بے خود ہوکر بے ساختہ پکار اٹھے۔

محمدؐ عربی کی ہو آل میں برکت
ہو اس کے حسن میں برکت جمال میں برکت
ہو اس کی قدر میں برکت کمال میں برکت
ہو اس کی شان میں برکت جلال میں برکت

5۔ جلوۂ محمدیؐ کا پرکیف منظر

علم وعرفاں کی سیرِ روحانی میں اور آگے بڑھے تو جلوۂ محمدی کا ایک نیا رنگ نظر آیا۔ چنانچہ عالمِ کیف میں دنیا کو للکارا۔

مرے پکڑنے پہ قدرت تجھے کہاں صیاد
کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں میں

اور رسولِ کائنات سے لقاءِ الٰہی کے لئے درخواست کی۔

یا محمدؐ دلبرم از عاشقانِ روئے تُست
مجھ کو بھی اس سے ملادے ہاں ملادے آج تو

شروع 1944ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح موعود کے منصب کا انکشاف ہوا تو اس عاشقِ رسولؐ کے اندر ایک تغیرِ عظیم برپا ہوگیا اور ریاضِ رسولؐ میں بلبل کے نغموں کا رنگ ہی بدل گیا۔ چنانچہ حضورؓ نے دعویٰ مصلح موعود کے دو ماہ بعد ایک پرمعارف نظم لکھی جس میں والہانہ انداز میں اپنی اس تمنائے دل کا واضح لفظوں میں اظہار فرمایا کہ۔

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو

پھر امّتِ مصطفیٰ کے لئے دست بہ دعا ہوئے۔

سیدالانبیاء کی امّت کو
جو ہوں غازی بھی، وہ نمازی بخش

6۔ فیضانِ مصطفوی کی منادی

پھر حضورؓ کے فیضان اور قوتِ قدسی اور تاثیرِ روحانی کا یہ ولولہ انگیز اعلان فرمایا۔

كَمْ تَنْفَعُ الثَّقَلَيْنِ تَعْلِيْمَاتُهٗ
قَدْخُصَّ دِيْنُ مُحَمَّدٍ بِعُمُوْمِهَا
ظَهَرَتْ هِدَايَةُ رَبِّنَا بِقُدُوْمِهٖ
زَالَتْ ظَلَامُ الدَّهْرِ عِنْدَ قُدُوْمِهَا
جَآءَ بِتِرْيَاقٍ مُزِيْلٍ سِقَا مَنَا
غَابَتْ غَوَايَتُنَا بِكُلِّ سُمُوْمِهَا
نَزَلَتْ مَلَآئِكَةُ السَّمَآءِ لِنَصْرِهٖ
قَدْ فَاقَتِ الْاَرْضُ سِمِيَ بِظُلُوْمِهَا
رُفِعَتْ بُيُوْتُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَفَاعَةً
خُسِفَ الْبِلَادُ بِفَرْسِهَا وَبِرُوْمِهَا
مَنَحَ الْعُلُوْمَ صَغِيْرَهَا وكَبِيْرَهَا
صبّتْ سَمَاءُ الْعِلْمِ مَاءَ غُيُوْمِهَا
فَاسَتْ صَفُوْفُ الْكَوثَرِ شَوْقاً لَهٗ
وَعَدَتْ اِلَيْهِ الْجَنَّةُ بِكُرُوْمِهَا

7۔ آنحضرتؐ کی عالمگیر حکومت کے قیام کے لئے دعا

1947ء کے انقلاب میں قادیان سے ہجرت کر کے ارضِ پاکستان میں رونق افروز ہوئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رسولِ خدا کی عالمگیر روحانی حکومت کے قیام کی خاطر ربوہ کے نام سے ایک نئی بستی کی بنیاد رکھی اور اپنے مولا حقیقی سے دعا کی ۔

آپ آکے محمدؐ کی عمارت کو بنائیں
ہم کفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں

8۔ بارگاہِ نبوی میں التجا

احمدیت کے مرکز جدید کی تعمیر کا نیا دور شروع ہوا تو ایک طرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں نذرانہ عقیدت لے کر التجا کی۔

اے شاہِ معالی آ بھی جا
اے ضوءِ لآلیْ آ بھی جا
اے روحِ جمالی آ بھی جا
تو میرے دل میں ۔ دل تجھ میں
قَصْدِی وَ مَنَالِیِ آ بھی جا
دشمن نے گھیرا ہے مجھ کو
صَبْرِی وَ بَسَالِی آ بھی جا
سب کام مرے تجھ بن اے جاں
ہیں لطف سے خالی آ بھی جا

دوسری طرف اہلِ عالم کو پرشوکت الفاظ میں توجہ دلائی۔

آسمانی بادشاہت کی خبر احمدؐ کو ہے
کس کی ملکیت ہے خاتم یہ نگیں سے پوچھیے
کس قدر صدمے اُٹھائے ہیں ہمارے واسطے
قلبِ پاک رحمۃ للعالمینؐ سے پوچھیے

اس سوز وگداز کے عالم میں یہ انکشافِ حقیقت بھی فرمایا ۔

عشقِ خدا کی مَے سے بھرا جام لائے ہیں
ہم مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں

نیز سیدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت ورسالت کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ۔

فرش سے جا کر لیا دم عرش پر
مصطفیٰؐ کی سیرِ روحانی تو دیکھ

9۔ دعائیہ اشعار میں جماعت کو وصیت

بالآخر حضورؓ نے جب اپنی نگاہِ بصیرت سے اپنی واپسی کا زمانہ قریب سے قریب تر آتا محسوس کیا اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی مبارک ساعتیں نزدیک دکھائی دینے لگیں تو اپنی جماعت کو دعائیہ اشعار میں وصیت فرمائی ۔

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفیٰؐ کی رفاقت خدا کرے
پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو
حاصل ہو شرق وغرب میں سطوت خدا کرے
بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
تم ہو خدا کے ساتھ، خدا ہو تمہارے ساتھ
ہُوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے
اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

10۔ نثر میں عشقِ رسولؐ کی جھلکیاں

یہ تو سیدنا المصلح موعود رضی اللہ عنہ کے شعری کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کے چند نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ جہاں تک حضورؓ کی مقدس تحریرات اور پاکیزہ ملفوظات کا تعلق ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ بلند، شانِ ارفع اور فیوضِ روحانیہ کا تذکرہ بڑی کثرت سے ملتا ہے جو بلا مبالغہ ہزاروں صفحات پر محیط ہے۔ اور الفضل کے پچاس سالہ فائل اس پر شاہدِ ناطق ہیں ۔ علاوہ ازیں آپ کی متعدد مطبوعہ تصانیف وتقاریر مثلاً سیرۃ النبیؐ، دنیا کا محسن، اسوۂ کامل، دیباچہ تفسیر القرآن، سیر روحانی، سیرۃ خیر الرسل، تو تذکارِ نبوی کے لئے ہی مخصوص ہیں جن کی سطر سطر سے عشقِ رسالت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ مگر اس وقت حضور کی دلآویز، روح پرور، ایمان افروز اور وجد آفرین تحریرات میں سے بطور مثال صرف ایک شہ پارہ پیش کرتا ہوں جس سے عصرِ حاضر کے اس بے نظیر عاشقِ رسولؐ کے مقامِ عشق و محبت کی ایک جھلک ہمارے سامنے آتی ہے۔

سیدنا المصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مبارک کے سالِ اول کے اختتام پر ایک کتاب ''حقیقۃ النبوۃ'' تالیف فرمائی جس کے صفحہ 185 پر تحریر فرمایا:

''نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تختِ شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں ۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔ پھر میں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں۔

میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ بابِ نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔''

اَللّٰهُمّ صلّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمِ اِنّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(بشکریہ رسالہ الفرقان فضلِ عمر نمبر 1965ء)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر285

مکرم علی اشکور صاحب (1)

مکرم علی اشکور صاحب کا تعلق مراکش سے ہے، جہاں یہ ایک سیکنڈری سکول میں فزکس اور کیمسٹری پڑھاتے ہیں۔ان کا جماعت سے تعارف بہت پرانا ہے لیکن محض چندسال قبل ہی انہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔وہ اپنے اس سفر کی داستان کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

میرے والدین نے میری دینی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھا اور مجھے مسجد کا راستہ دکھایا۔میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ اذان دینے ، نماز ادا کرنے اور حفظِ قرآن کی خاطر مسجد جایا کرتا تھا۔یہ سلسلہ پندرہ سولہ سال کی عمر تک جاری رہا۔بڑے ہوکر جب لوگوں کی عمومی دینی حالت کو دیکھا اور کثرتِ تفاسیر،مختلف آراء اور متضاد فتاویٰ کو سنا اور پڑھا تو عجیب حیرت کا شکار ہوگیا۔شاید میری سکول اور کالج کی حسابی کتابی تعلیم کا اثر تھا کہ قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث وروایات کی تاویل کے معاملہ میں میری طبیعت عقلی پہلو کی طرف زیادہ مائل ہوتی تھی۔

خلافِ فتویٰ

والدصاحب کی وفات کے بعد گھر میں بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے سارے گھر کی ذمہ داریاں مجھ پر آ گئیں۔ان میں سے ایک والدصاحب کی جگہ عیدالاضحیٰ پر قربانی کرنے کی ذمہ داری بھی تھی۔اس وقت میری عمر 30سال تھی اور میں غیرشادی شدہ تھا۔بعض اصحابِ فتویٰ کے نزدیک ایک غیرشادی شدہ کوشرعی لحاظ سے قربانی خود ذبح کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مجھے ان کے اس فتویٰ کی کوئی منطق سمجھ نہ آتی تھی لہٰذا میں نے قصاب یا کسی مولوی وغیرہ کا انتظار کرنے کی بجائے خود ہی قربانی کا جانور ذبح کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگوں نے میرے ذبح کردہ جانور کا گوشت لینے سے انکار کردیا لیکن میں نے کسی فتویٰ اور لوگوں کے مذکورہ بالا رویّے کی کوئی پرواہ نہ کی۔تاہم اس فتویٰ اور لوگوں کے رویّے نے مجھے اس بارہ میں مطالعہ اور تحقیق کی طرف مائل کردیا۔

جنّ کیا کیا روپ دھار سکتا ہے؟!

مروجہ خیالات کے مطابق عجیب وغریب طاقتوں کے مالک جنّ کے وجود کو بھی میری عقل ماننے کے لئے تیار نہ تھی، نہ ہی جادوٹونے پر کوئی یقین تھا۔جنّوں کے بکثرت قصے کہانیاں سننے کی وجہ سے مجھے ایک خوف سا ضرور لاحق رہتا تھا لیکن عدم علم کی وجہ سے میرے پاس ایسے قصے کہانیوں کے بطلان پر کوئی قاطع دلیل نہ تھی۔ تاہم مجھے یہ قصے عقل کے منافی معلوم ہوتے تھے۔

جنّوں کی ایذا دہی سے بچنے کے لئے ہمیں مولوی حضرات اور آئمۂ مساجد کی طرف سے وقتاً فوقتاً نصائح اور ہدایات ملتی رہتی تھیں مثلاً یہ کہ نکاسیٔ آب کے لئے بنائی گئی نالیوں میں شدید گرم پانی نہ ڈالیں تا ایسا نہ ہو کہ کوئی جنّ یا اس کا کوئی رشتہ دار جل جائے اور پھر وہ آپ کو انتقامًا ایسی تکلیف میں مبتلا کردے جیسے فلاں کو کیا تھا۔

اسی طرح کسی بلّی یا کالے کتّے کو رات کو نہ مارنا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی جنّ اس کا روپ دھار کر رات کو چل پھر رہا ہو۔نیز راستہ میں گرے ہوئے تعویذ یا پانی کے اوپر سے نہ گزرنا،اسی طرح بعض معین علاقوں سے بھی نہ گزرنا، کیونکہ عین ممکن ہے کہ ایسا کسی نے جادو کرنے کے لئے کیا ہو اور آپ اس کا شکار ہو جائیں۔

اگر تمہیں پیچھے سے کوئی بلائے اور تم آواز دینے والے کو پہچان نہ سکو تو واپس مڑ کر نہ دیکھو کیونکہ شاید وہ کوئی جنّ یا شیطان ہو جو تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے بلا رہا ہو۔

بعض آئمۂ مساجد تعویذ وغیرہ بھی لکھتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جنّ نکال سکتے ہیں اور ایک گلاس پانی پر کچھ دم کرکے وہ جنّ کو حاضر کرسکتے ہیں جو انہیں کسی غیبی امر یا کسی کی بیماری کی وجوہات، یا کسی خوشی یا غمی کی خبر کے بارہ میں بتا سکتا ہے۔

مراکش میں بعض لوگوں نے پرانی قبروں میں چھپے ہوئے خزانوں کی تلاش کا مشغلہ اپنایا ہوا ہے۔اور بعض مولوی ایسے حضرات کو مرادیں پانے کے لئے تعویذ بھی لکھ کردیتے ہیں۔وغیرہ وغیرہ۔

تعویذ گنڈے کی تجارت

{☆ مذکورہ بالا چند امور لوگوں کو اپنا دستِ نگر بنائے رکھنے اور کمائی کرنے کے حیلے ہیں۔ان میں تقریباً ہر ایسا امر شامل کردیا گیا ہے جن سے نیم دیہاتی یا اَن پڑھ اور سادہ لوح اشخاص کا کسی نہ کسی طرح واسطہ رہتا ہے۔مثلاً گرم پانی نالی میں انڈیلنا، رات کے وقت کتے یا بلی کو دیکھنا،اور کسی کا پیچھے سے آواز دینا وغیرہ ایسے امور ہیں جو ترقی پذیر ممالک میں اور خصوصًا ان کے دیہاتی علاقوں میں عام ہیں۔ایسے حالات میں کسی کو کوئی مرض لاحق ہوجائے تو اس کا سبب مولوی حضرات مذکورہ بالا امور میں سے کسی ایک کو قرار دے کر ثابت کردیتے ہیں کہ مریض پر جنّوں نے قبضہ کرلیا ہے۔اور پھر اس کو جنّوں سے چھڑانے کے کورس شروع ہوجاتے ہیں جس کے نتیجے میں کبھی مریض اپنے مال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو کبھی اپنی جان سے۔مریض کو جنّوں سے آزاد کراتے کراتے یہ ظالم اسے زندگی سے ہی آزاد کرادیتے ہیں۔

☆ پرانی قبروں سے خزانے نکالنے کے لئے تعویذ کے استعمال کا ذکر آیا تو خاکسار کو ایک واقعہ یاد آ گیا جو ان امور کی حقیقت پر کسی قدر روشنی ڈالنے والا ہے۔

حال ہی میں مراکش کے ایک سابقہ امام مسجد کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ قبولِ احمدیت کے بعد انہوں نے اپنے اندر سچی تبدیلی پیدا کی ہے۔انہوں نے خاکسار کو اپنی بیعت کا واقعہ سناتے ہوئے بیان کیا کہ وہ بڑے تعویذ گنڈے کیا کرتے تھے۔خاکسار نے اس کا طریق اور حقیقت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ تعویذ لینے اور دَم وغیرہ کروانے پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لئے ایک یہ حیلہ استعمال کیا جاتا تھا کہ ہم سائل کو بانس کا ایک ٹکڑا دکھا کر کہتے کہ ابھی اس کو آگ میں ڈالتے ہیں اگر اس میں لرزش پیدا ہوگئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو وہ مرض لاحق ہے جو ہم نے بتایا ہے اور آپ کا علاج بھی وہی ہے جو ہم نے تعویذ گنڈے کی صورت میں تجویز کیا ہے۔اور اگر اس میں لرزش پیدا نہ ہوئی تو پھر ثابت ہوگا کہ ہماری بات درست نہیں ہے۔پھر ہر دفعہ بانس کا ٹکڑا حرکت کرنے لگتا تھا اور یوں وہ سادہ لوح لوگ ہماری بات ماننے پر مجبور ہوجاتے تھے۔

خاکسار کے پوچھنے پر بانس کے ٹکڑے کی حرکت کی حقیقت کے بارہ میں انہوں نے بتایا کہ وہ اس کے اندر زندہ چھپکلی یا مینڈک وغیرہ ڈال کر دونوں طرف سے بند کردیتے تھے۔پھر آگ میں ڈالنے کی وجہ سے بانس گرم ہوتا تو اندر سے چھپکلی یا مینڈک اچھلتا، اور اس کی حرکت سے وہ بانس کا ٹکڑا بھی حرکت کرنے لگ جاتا تھا۔

☆ نیز انہوں نے بتایا کہ مراکش میں قدیم تہذیبوں کے آثار اور پرانی قبریں موجود ہیں اور کبھی کبھی مختلف مقامات پر پرانی قبریں یا پرانے خزانے بھی دریافت ہوجاتے ہیں۔اس کے پیش نظر بعض مولوی حضرات نے یہ پیشہ بھی اپنالیا ہے کہ اپنے مزعومہ علم کی بنا پر کسی کی زمین میں خزانے نکلنے کی پیش گوئی کرتے ہیں اور کچھ نکال کر دکھا بھی دیتے ہیں۔اس بنا پر زمین کا مالک انہیں منہ مانگی اجرت دے دیتا ہے جس کے بالمقابل یہ خزانوں کی مزعومہ کانوں کی نشاندہی کرکے چلتے بنتے ہیں۔

خاکسار نے جب یہ پوچھا کہ وہ خزانہ کیسے نکال لیتے ہیں؟ تو اس نومبائع دوست نے بتایا کہ میں ایک واقعہ سنا دیتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ اس کی کیا حقیقت ہوسکتی ہے۔

ایک دفعہ دو مولویوں نے بازار سے شیشے یا پتھر کے بعض نفیس ٹکڑے لئے اور انہیں ایک شخص کی زمین میں چوری چھپے جاکر کسی قدر گہرائی میں دفن کردیا۔پھر اس کے اوپر مٹی ڈال کر اس پر گھاس وغیرہ کا بیج ڈال دیا۔کچھ عرصہ کے بعد جب اس مقام پر گھاس پھوس اور جڑی بوٹیاں اگ آئیں تو وہ اس زمین کے مالک کے پاس گئے اور اپنی پارسائی کا یقین دلانے کے بعد کہا کہ ہمارے علم کے مطابق آپ کی زمین میں پرانے خزانے مدفون ہیں۔اور اگر آپ ان کو نکلوانا چاہتے ہیں تو ہم ان کے معین مقامات کی نشاندہی کرسکتے ہیں اور کھدوائی کے نتیجے میں آپ ان خزانوں کے مالک بن سکتے ہیں۔کچھ دہائیاں پہلے مراکش میں ایسے سادہ لوح زمینداروں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، ویسے بھی راتوں رات امیر ہونے کی خواہش تو ہر انسان کے اندر پائی جاتی ہے۔بہرحال زمین کے مالک نے کہا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم جو کہہ رہے ہو وہ درست ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کوشش کرکے کسی ایک جگہ سے ابھی آپ کے سامنے کچھ نوادرات نکال کر دکھا دیتے ہیں جو ہماری سچائی کی دلیل ہوگی۔ مالک کی رضامندی پر وہ کچھ پڑھتے رہے اور پھر زمین کے مختلف مقامات پر کبھی لیٹ لیٹ کر اور کبھی کان لگا لگا کر مدفون خزانوں کی مخصوص آوازیں سننے کا ڈرامہ کیا۔نیز کبھی ہاتھ مار مار کر زمین کی کیفیت چیک کرنے کا ناٹک کرتے رہے حتی کہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں انہوں نے قبل ازیں کچھ شیشے یا پتھر کے ٹکڑے دفن کئے تھے۔وہاں جاکر انہوں نے کہا کہ عین اس مقام پر کچھ نہ کچھ خزانہ موجود ہے، آپ کسی کو بلاکر کھدائی کروائیں۔اس مقام پر جڑی بوٹیوں کا اگا ہونا اس شک کو دور کرنے کے لئے کافی تھا کہ انہوں نے یہاں پر کچھ نہیں چھپایا۔

بہرحال زمین کے مالک نے وہاں سے کھدائی کروائی تو واقعی نیچے سے کچھ مختلف رنگوں کے پتھر اور ہیرا نما شیشے کے تراشے ہوئے کچھ ٹکڑے ملے۔زمین کا مالک ان جھوٹے پیروں کی صداقت کا قائل ہوگیا اور دیگر مقامات کی نشاندہی کے لئے درخواست کردی۔انہوں نے کہا کہ باقی مقامات پر زیادہ گہرائی میں خزانہ موجود ہے اور پھر ایک خطیر رقم کے عوض مختلف مقامات پر نشان لگادیئے اور مال جیب میں ڈال کر چلتے بنے۔(ندیم)}

معقول تاویل کی تلاش

مکرم علی اشکور صاحب کہتے ہیں کہ: جوانی میں مجھے نزولِ عیسیٰ ابن مریم،ظہور مہدی علیہ السلام،خروج دجال، یاجوج وماجوج اور قیامتِ صغریٰ وکبریٰ وغیرہ کے بارہ میں احادیث وروایات پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔لیکن میرا ایمان اور تعلیم ان امور کو ظاہری طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ دینی علوم میں مہارت نہ ہونے کے باعث میں ان امور کے بارہ میں گہری تحقیق کرنے سے تو قاصر تھا تاہم میرے دل میں یہ بات راسخ ہوچکی تھی کہ ان امور کی کوئی معقول تاویل وتفسیر بھی ضرور ہوگی۔میں اپنے اجتہاد سے ان میں سے بعض امور کو مجاز کے رنگ میں تصور کرکے کبھی کوئی بظاہر معقول معنیٰ اخذ کرلیتا تھا۔قبول احمدیت کے بعد مجھے علم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری سوچ جماعت کے موقف کے قریب ترین تھی۔ مختلف نصوص کو اس طریق پر سمجھنے کی وجہ سے میرے بعض دوستوں کو سخت اعتراض تھا اور ان کا خیال تھا کہ میں نے فہمِ دین کا کوئی بدعتی راستہ اپنالیا ہے لیکن مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہ تھی۔نہ جانے کیوں میرے دل میں یہ احساس بڑی شدت سے ابھرتا تھا کہ ہمارے اس زمانے میں کوئی مجدّد یا ولی یا امام ایسا ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی والہام سے مشرف ہو، جس سے ہم دینی امور کا صحیح فہم اور ان کے بارہ میں راہنمائی حاصل کرسکیں۔

میں اکثر سوچتا تھا کہ آج کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اتنا ہی متقاضی ہے جتنا آج سے پندرہ سو سال پہلے تھا۔ پھر باوجود زمانے کی حاجت کے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مثیل کی بعثت کیوں نہیں ہوئی؟ خواہ وہ امام مہدی یا عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ہو، یا کسی مجدد اور مصلح کے رنگ میں ظاہر ہو، کیونکہ دنیا میں زمینی زلازل، آفات اور اخلاقی وفکری پستی کی انتہا ہوگئی۔مسلمان باوجود قرآن وسنت کے اور باوجود صوم صلوٰۃ کی پابندی کے اور روزمرہ دعاؤں کے ہر طرف سے ماریں ہی کھا رہے ہیں۔ ہر مصیبت اور الزام انہی کے نام ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

انہی خیالات وافکار کو لئے میں جوان ہوا اور جب میری عمر چالیس سال کے قریب پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ سے میرا تعارف کرادیا۔جس کی بدولت مجھے اپنے عقائد کی تصحیح کا موقع ملا۔وللّٰہ الحمد۔

(تفصیل اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(باقی آئندہ)

قرآن کو دستور العمل بناؤ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو

تقریر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ 25؍دسمبر 1912ء
برموقعہ جلسہ سالانہ، بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْاللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ وَاذْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا ۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران: 103تا 105)

یہ آیت شریفہ جس کو میں نے پڑھا ہے چوتھے پارہ اور دوسری سورۃ آل عمران میں ہے۔ میرے خیال میں اس وقت اس آیت کے پڑھنے کی ضرورت ہے اور اس میں ایک علاج لکھا ہے۔ اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے خیال پر میں نے بھی اس آیت کریمہ کو پڑھا ہے۔

یہ بات تو تم جانتے ہو کہ پاک مقدس نیک آدمی کبھی ناپاک اور غیر مقدس کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتا۔ پلید اور پاک کا تعلق محال ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک عیب، ہر ایک نقص اور ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ پس جہاں تک کوئی نقصوں کو دور کرتا چلا جائے اسی قدر بےنقص سے قرب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ انسان جو تندرستی کا طالب ہے ایسی جگہ کو جو نشیب اور رطوبت والی ہو اور جہاں موذی جانور بہت رہتے ہوں چھوڑنا ضروری سمجھتا ہے۔ نشیب میں بیماریاں بہت ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہاں موذی جانور بہت رہتے ہوں وہاں بھی بیماریاں بہت ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہاں ہوا کا گزر کم ہے یا جو مکان تنگ و تاریک ہے بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ اس کے لئے مختصر ضروری، متفق علیہ علاج اونچی جگہ جہاں ہوا مصفّا ہو، موذی جانوروں کا گزر کم ہو، رطوبت کم ہو، روشنی خوب ہو، یہ بڑے ضروری امور ہیں۔ موٹی سی ایک مثال اس وقت میرے خیال میں آئی ہے۔ میں نے اپنے گھر کے بہت سے حصہ میں پکّا فرش رکھوایا ہے۔ جن کوٹھوں میں اور مکان کے جس حصہ میں مَیں زیادہ تر رہتا ہوں وہاں پکا فرش ہے گو دیواریں کچی ہیں۔ میں اکثر ان کو صاف کراتا رہتا ہوں مگر ہر روز ایک حصہ مٹی کا جس کو ہمارے یہاں کلّر کہتے ہیں جھاڑو دینے والی نکالتی ہے۔ میں نے اس سے سوال کیا یہ کہاں سے آجاتا ہے؟ اس نے کہا ہر ایک چیز اسی طرح ہو جاتی ہے۔ اسی مٹی کو جب تنگ و تاریک جگہ سے نکال کر کھیت میں ڈالتے ہیں جہاں عمدہ ہوائیں چلتی ہیں۔ چار پانچ روز کے بعد وہ ایسی عمدہ زمین ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات دل چاہتا ہے کہ اللہ! تیرے آگے سجدہ کروں اور یہاں میں نماز پڑھ لوں۔ وہی جگہ ایک ہفتہ پہلے ایسی ناپاک تھی کہ اس کے پاس سے بھی گزرنا ناگوار تھا۔ یہ کیسی سیدھی مثال ہے۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ مرغیوں، بطخوں کے رہنے کے مقام اور جہاں ہمارے گھریلو جانور گائے، بھینس، گھوڑے وغیرہ رہتے ہیں وہاں قسم قسم کی نجاستیں جمع ہو جاتی ہیں۔ جہاں مصفا ہوا اور کھلے میدان میں اس کو رکھا وہی حصہ بڑا عمدہ بن جاتا ہے۔

اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ جس قدر کوئی عمدہ چیز سے تعلق پیدا کرتا جاتا ہے اس کا نقص گھٹتا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں جناب الٰہی نے جب انسان کی بناوٹ پر ذکر فرمایا ہے تو فرمایا ہے خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ (المؤمنون:13) یعنی تم کو خلاصہ در خلاصہ بنایا ہے۔ جب انسان کھانا کھاتا ہے اس میں سے بڑا حصہ ناپاکی کا علیحدہ کیا جاتا ہے۔ پیشاب الگ کیا جاتا ہے۔ قسم قسم کی بھاپ، پسینے، کان، آنکھ، ناک، منہ وغیرہ سے فضلے نکل کر کہیں کا کہیں خلاصہ بن کر آدمی کا نطفہ بنتا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ میں بڑے تغیرات آتے ہیں۔ پھر وہ بچہ بنتا ہے انسان کا بچہ بنتا ہے۔ پھر ممکن ہے کہ وہ مسلم ہو اور ممکن ہے کہ وہ کافر ہو، دہریہ ہو۔ پھر کیسا عظیم الشان بن جاتا ہے۔ دریاؤں کے چیرنے کی طاقت رکھتا ہے، پہاڑوں کو اڑانے کی طاقت رکھتا ہے، ویل مچھلی کو قابو میں لاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھ سے وہ لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے شیروں کو اس طرح قابو کیا ہے کہ شیر کو بھوکا رکھ کر اس کے منہ میں حلق تک اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ بھلا مجال ہے کہ وہ منہ بند کرے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ کمال کیا ہے؟ اس نے کہا کمال کیا انسان ہی جو ہے ہاتھی کو انگوٹھے کے اشارے سے چلاتا ہے، اونٹوں کو نکیل کے ذریعہ سے، بھینسے اور بیل کو قابو میں لاکر ناک میں رسی ڈال دی ہے۔ مجال ہے جو ہل سکے۔ یہ انسان کی حالت ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین:5) کیسا قوام بنایا ہے اور کیسی طاقت دی ہے۔

اب انسانوں میں کیسا تفاوت ہے۔ یہاں بہت تھوڑے سے آدمی ہیں مگر دیکھ لو آواز، چہرے، بال، پگڑی، لباس، خوراک سب کی جدا جدا ہے۔ اللہ کی شان ہے اور یہ اس کا نشان ہے کہ تمہاری زبان اور رنگ کا آپس میں اختلاف ہے۔ قرآن کریم میں ہے مِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ (الروم :23) پھر فرماتا ہے۔ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (البقرۃ :214) اس کا ترجمہ میری سمجھ میں یہی ہے کہ سب آدمی ایک جماعت ہیں جس طرح تمام دنیا کی اشیاء کی جماعت بندی ہے انسان بھی ایک جماعت ہے۔ اس میں مومن، کافر، مسلمان، شریر سب ہی ہیں۔ صلح جُو بھی ہیں، شرارت پیشہ بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے قریش میں امام ہیں شریروں کے شریر اور خیار کے خیار۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سمجھانے والا، ابوجہل جیسا انکار کرنے والا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تیرہ برس تک کیسے کیسے دلائل اور سلطان سنے مگر اس کے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔

ایک دفعہ ایک نوجوان نے مجھ سے کہا کہ میں مصر جانا چاہتا ہوں تا کہ وہاں جا کر عربی سیکھوں اور پھر دین سیکھوں کیونکہ ہمارا دین عربی میں ہے اور بغیر عربی کے دین نہیں آ سکتا۔ میں نے کہا تم ابوجہل سے بڑھ کر زبان دان نہیں بن سکتے۔ مصر جاؤ، روم میں جاؤ یا شام میں ابوجہل کو جیسی عربی زبان آتی تھی ویسی تم کو نہ آئے گی لیکن ابوجہل مسلمان نہ ہوا۔ یہ دنیا کے عجائبات ہیں۔ سب لوگ ایک جماعت ہیں پھر باوجود یکتائی کے کس قدر تفاوت اور فرق ہے کوئی اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

خدا تعالیٰ کے منکر بھی دنیا میں موجود ہیں۔ لاہور میں ان کی ایک باضابطہ جماعت ہے ایک اخبار بھی نکلتا ہے۔

ایک مذہب ایسا ہے وہ کہتے ہیں پتا نہیں لگتا کہ دنیا کیا ہے؟ لاہور میں حضرت صاحب سے سید مٹھا میں ایک شخص مباحثہ کرنے آیا۔ اس نے کہا مجھ کو کوئی شخص ہرا نہیں سکتا کیونکہ تم جو دلائل دیتے ہو ہم ان دلیلوں کے بھی قائل نہیں۔ میں بھی دور سے سنتا تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھا۔ میں نے باہر جا کر اس سے کہا کہ آپ جیسے آدمیوں کے عقائد کا حال میں نے کتابوں میں پڑھا ہے مگر کوئی آدمی دیکھا نہیں تھا۔ اب آپ کو دیکھ کر میں خوش ہوا ہوں اور آپ سے ملنا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں آپ کا دفتر کہاں ہے۔ میرا جی چاہتا تھا کہ اس کو ابھی ہلاک کر دوں۔ اس نے کہا کوڑی باغ میں ہمارا دفتر ہے۔ کوئی آدمی انارکلی سے سیدھا فلاں سمت کو چلا جائے تو وہاں پہنچ جاتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ احمق ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ وہاں کے بجے جاتے ہیں؟ کہنے لگا کہ میں وہاں دس بجے جاتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ اب اس کو آگے چلانے کی ضرورت نہیں۔ تب میں نے کہا بابو صاحب جیسے دس بجے دن کے ویسے دس بجے رات کے۔ جیسے دن کے بارہ بجے ویسے رات کے۔ جیسے انارکلی جیسے راوی کا دریا۔ جیسا شاہدرہ جیسا کوڑی باغ۔ کیا آپ ہم لوگوں کی ہی طرح دس بجے نکلتے ہیں؟ کیوں آپ انارکلی سے کوڑی باغ میں ہی جا کر ٹھہرتے ہیں۔ کبھی راوی کی طرف جا کر شاہدرہ جا کر ٹھہرا کریں ایک ہی ہے نا!؟ مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا مَیں آپ سے پھر ملوں گا۔ میں نے کہا کس جگہ ملو گے؟ پس پھر تو وہ شرمندہ ہو گیا اور چل ہی دیا۔ میں نے دیکھا کہ عملدرآمد کرنے میں وہ ہماری طرح چلتا ہے۔

لاہور کا ایک بڑا پنڈت میرے پاس آیا، اس کا بچہ بیمار تھا۔ کوچہ بندی تک وہ اپنے بیٹے کی تکلیف بیان کرتا ہوا میرے ساتھ گیا۔ اس سے پہلے وہ بیان کر چکا تھا کہ اعتبار کے قابل کوئی چیز بھی نہیں۔ مسیح کے قتل کا فتویٰ جب یروشلم میں دیا گیا تو یروشلم میں اتفاق تھا، اب اس کو ظلم سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ ظلم تھا یا یہ ظلم ہے۔ سقراط کو جب زہر کا پیالہ پلایا گیا تو کوئی نہ بولا، اب اس کو اچھا نہیں جانتے۔ ہم نہیں جانتے وہ سچے تھے یا یہ سچے ہیں۔ میں نے کہا پنڈت جی آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ کہا میرا بیٹا بیمار ہے۔ میں نے کہا جب قوم کی بات کا آپ کو اعتبار نہیں تو آپ کی بات کا ہم کیسے اعتبار کریں۔ کہنے لگا بیٹا کہتا ہے۔ میں نے کہا اچھا اب آپ دو ہو گئے۔ پھر...... فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ (البقرۃ:259) معلوم ہوا خدائے تعالیٰ کی بات تو بڑی ہے نفس مخلوق پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا مخلوق ہر آن میں تباہ ہو جاتی ہے۔ میں نے اس سے بہت باتیں پوچھیں مگر کوئی حقیقت تک پہنچانے والی بات اس کے منہ سے نہ نکلی۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ انسانی جماعت میں اس پاک گروہ کے بھی لوگ منکر ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں اور جن کے سبب سے دنیا میں بڑے بڑے عیش اور امن اور راحتیں قائم ہیں۔ برہمو لوگ انبیاء کی پاک جماعت کے منکر ہیں۔

ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ دیکھو ہم بڑے پریم اور نرمی سے بات کرتے ہیں۔ میں نے کہا تم بڑے ظالم ہو۔ کہا کبھی آریوں کو بھی سنا ہے؟ میں نے کہا آریہ تم سے بہت نرم ہیں۔ کہا مسلمان؟ میں نے کہا وہ تو تمہاری نسبت بہت ہی نرم ہیں۔ کہنے لگا ہماری پلیدی بتاؤ؟ میں نے کہا سچائی پھیلانے اور سچ قائم کرنے کے لئے دنیا کے ہر پردہ پر نبی آئے ہیں اور انہوں نے صداقت کو قائم کرنے کے لئے اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالیں اور بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ تم نے ایسا غضب ڈھایا کہ ان کو کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے باتیں نہیں کرتا۔ کیسا ظلم ہے کہ تم کہتے ہو یا انہوں نے (انبیاء نے) جھوٹ بولا، یا دھوکا کھایا یا دوسروں کو الّو بنایا یا مصلحت عامہ کا خیال کیا۔ میں نے کہا تم نے نبیوں کے حق میں جھوٹ بولنے، دغابازی کرنے، دھوکا دینے کے الزام لگائے اور پھر کہتے ہو ہم بڑے نرم ہیں۔ کہنے لگا پہلے تو ہم نے کبھی اس باریک بات کا خیال ہی نہیں کیا۔ میں نے کہا اب خیال کر لو۔ کہا ہاں بات تو زبردست ہے۔ میں نے کہا اچھا اب مانتے ہو؟ کہنے لگا نہیں بات کچھ ایسی ہی ہے۔ میں نے کہا تم ملائکہ کے ماننے کو شرک سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ ملائکہ کا ماننا مشرکانہ اعتقاد ہے حالانکہ ملائکہ کا ماننا بڑا پاک اعتقاد ہے۔ وہی راستباز اور پاک جماعت کہتی ہے کہ ہم سے ملائکہ نے باتیں کیں، ملائکہ ہم سے ملے، ملائکہ نے ہم کو فائدے پہنچائے اور تم ان کو جھوٹا کہتے ہو۔

(باقی آئندہ)

A Great Nation Builder

Maulana Mohammad Jaqoob Khan the Editor of "The Light" (Lahore) under the above caption, writes:

"The death of Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad, Head of the Ahmadiyya Movement, (Rabwah) rang the curtain down on a most eventful career, packed with a multitude of far-reaching enterprises. A man of versatile genius and dynamic personality, there was hardly any sphere of contemporary thought and life during the past half century, from religious scholarship to missionary organisation, even political leadership on which the deceased did not leave a deep imprint. A whole network of Islamic missions and mosques scattered over the whole world, the deep penetration of Islamic preaching in Africa transplanting the long-entrenched Christian missions are a standing monument to the deceased's imaginative planning, organisational capacity and unflagging drive. There has hardly been a leader of men in recent times who commanded such deep devotion from followers, not only when alive, but after death, when 60,000 people rushed from all parts of the country to pay their last homage to their departed leader. In the story of the Ahmadiyya Movement the Mirza Sahib's name will go down as a great Nation Builder, who built up a well knit community in the face of heavy odds making it a force to be counted with. We offer the bereaved family our deep condolences in this great loss."

(The Light, 16.11.1965)

خطبہ جمعہ

ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو۔ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

لوگ دنیاوی باتوں میں نقل کرتے ہیں اور اُس کے حصول کے لئے یا تو عزتِ نفس کو داؤ پر لگا دیتے ہیں یا دیوالیہ ہو کر اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔کیا وجہ ہے کہ ہم اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں میں بڑھانے والی چیز کی نقل ہے۔

یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے جڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔

نیکیوں کو حاصل کرنے کی تڑپ، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہماری جماعت میں عام ہو جائے تو ایک بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے جو گناہ کو بہت حد تک مٹا دے گا۔یا جماعت کا اکثر حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گا اور ہو سکتا ہے جو گناہوں پر غالب آ جائے۔

بعض نو احمدیوں کے اپنی زندگیوں میں پاکیزہ انقلاب اور تعلق باللہ اور الٰہی نصرت و تائید کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

مربیان کو بھی اور عہدیداران کو بھی بار بار جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرنی ہوگی۔بار بار یہ ذکر کرتے چلے جانا ہوگا کہ کوئی گناہ بھی بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اور اس سے ہم نے بچنا ہے۔لیکن تلقین کرنے والوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اُن کی اپنی حالت بھی ایسے معیار کی ہو جہاں وہ اپنی قوتِ ارادی کے اعلیٰ معیاروں کی تلاش میں ہوں۔اور عملی طور پر بھی اُن کے عمل اور علم میں مطابقت پائی جاتی ہو۔

مکرمہ نواب بی بی صاحبہ آف مانگٹ اونچا اور مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب آف شکار پور سندھ کی وفات۔مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 جنوری 2014ء بمطابق 24 صلح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی گزشتہ خطبہ کا مضمون ہی جاری رہے گا۔پہلے جو باتیں ہوئیں اُن کی مزید وضاحت یا اُن کے بہترین نتائج کے حصول کے لئے کوشش کے مزید راستے کیا ہیں، طریق کیا ہیں، جن سے ہم جماعت کے ایک بڑے حصہ میں بہتری پیدا کر سکتے ہیں۔اس بارے میں آج کچھ بیان ہوگا۔

گزشتہ دو خطبات میں اس بات کا تفصیل سے ذکر ہوا اور یہ ذکر ہونے کی وجہ سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ عملی اصلاح کے لئے تین باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں تو عملی اصلاح جلد اور بہتر طور پر ہو سکتی ہے۔ یعنی قوتِ ارادی کا پیدا ہونا جو دین کے حوالے سے اگر دیکھی جائے تو ایمان میں مضبوطی پیدا کرنا ہے۔ دوسرے علمی کمی کو دور کرنا۔اور تیسرے قوتِ عملی کی کمزوری کو دور کرنا۔جیسا کہ میں نے کہا آج میں بعض اَور پہلو بیان کروں گا جن کو حضرت مصلح موعود نے تفصیل سے بیان کیا ہے، اس میں سے کچھ کچھ پوائنٹ مَیں لیتا ہوں۔

لیکن اس بارے میں آج جو باتیں ہوں گی اس کے لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مربیان، ہمارے علماء اور ہمارے وہ عہدیداران اور امراء جن کو نصائح کا موقع ملتا ہے یا جن کے فرائض میں یہ داخل ہے اور ان عہدیداروں میں ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی شامل ہیں، خاص طور پر ان باتوں کو سامنے رکھیں تا کہ جماعت کے افراد کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا کر سکیں۔اس بارے میں بہت سی باتیں مَیں جماعت کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہتا ہوں اور ایم ٹی اے کی نعمت کی وجہ سے جماعت کے افراد جہاں کہیں بھی ہیں اگر وہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے رابطہ رکھتے ہیں تو میری باتیں سن لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن پر اثر بھی ہوتا ہے یا کم از کم اچھی تعداد میں لوگوں پر اثر ہوتا ہے۔لیکن مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ اپنے پروگرام اس نہج سے رکھیں کہ یہ پیغام اور اس بنا پر بنائے ہوئے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے آئیں تا کہ ہر احمدی کے ذہن میں اُس کا دائرہ عمل اچھی طرح واضح اور راسخ ہو جائے۔پس یہ بہت اہم چیز ہے جسے اُن سب کو جن کے سپرد ذمہ داریاں ہیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

اصلاح کے ذرائع کا جو سب سے پہلا حصہ ہے، جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے وہ قوتِ ارادی کی مضبوطی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایمان ہے جس کے پیدا کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں اور وہ انبیاء تازہ اور زندہ معجزات دکھاتے ہیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کا اتنا وافر حصہ ہے کہ اتنا سامان کیا، اس سامان کے قریب قریب بھی کسی اور کے پاس موجود نہیں۔اور اسلام کے باہر کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جس کے پاس خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام، اُس کے زندہ معجزات اور اُس کی ہستی کا مشاہدہ کرانے والے نشانات موجود ہوں، جو انسانی قلوب کو ہر قسم کی آلائشوں سے صاف کرتے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لبریز کر دیتے ہیں۔

لیکن باوجود اس ایمان کے اور باوجود ان تازہ اور زندہ معجزات کے پھر کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟

اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خیال کا یہ اظہار فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ سلسلہ کے علماء، مربیان اور واعظین نے اس کو پھیلانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ حضرت مصلح موعود کی یہ بات جس طرح آج سے پچہتر، چھہتّر سال پہلے صحیح تھی، آج بھی صحیح ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں، ہمیں اس طرف مکمل planning کر کے توجہ کی ضرورت ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا آج بھی قابلِ توجہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وفاتِ مسیح پر جس شدّ و مد سے تقریریں کرتے ہیں یا معترضین کے اعتراضات پر حوالوں کے حوالے نکال کر اُن کے یعنی اُن معترضین کے بزرگوں کے جو اقوال ہیں، معترضین کے سامنے ہم پیش کرتے ہیں اور اُن کا منہ بند کر دیتے ہیں۔ اتنی کوشش جماعت کے افراد کے سامنے جماعت کی صحیح تعلیم پیش کرنے کی نہیں ہوئی یا کم از کم علماء کی طرف سے نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے لوگ تو مل جائیں گے جو وفاتِ مسیح کے دلائل جانتے ہوں یا مولوی کے اعتراضات کے منہ توڑ جواب دے سکتے ہوں۔ یہاں بھی آپ دیکھیں کہ بعض چینلز پر یا انٹرنیٹ پر مولوی جو اعتراض کرتے ہیں اُن کے جواب اور بعض دفعہ بڑے عمدہ اور احسن رنگ میں جواب ایک عام احمدی بھی دے دیتا ہے۔ مجھے بھی بعض لوگ ٹی وی کے حوالے سے اپنی گفتگو کے بارے میں رپورٹ بھجواتے ہیں اور اپنے جوابات بھی لکھتے ہیں اور اُن کے جواب بھی اکثر اچھے اور علمی ہوتے ہیں۔

پس اس لحاظ سے تو ہم ہتھیاروں سے لیس ہیں مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جنہیں یہ علم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس رنگ میں پیش کیا؟ آپ نے معرفت اور محبتِ الٰہی کے حصول کے کیا طریق بتائے؟ اُس کا قرب حاصل کرنے کی آپ نے کن الفاظ میں تاکید کی؟ خدا تعالیٰ کے تازہ کلام اور اُس کے معجزات ونشانات آپ پر کس شان سے ظاہر ہوئے؟

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 451-450 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک شخص وفاتِ مسیح کا تو قائل ہوتا ہے، اُس کی دلیل بھی جانتا ہے۔ ماں باپ کی وراثت میں اُسے احمدیت بھی مل گئی ہے لیکن ان باتوں کا علم ہونے کے باوجود، کہ یہ سب کچھ جانتا ہے، دوسری طرف ان باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایمانی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو ابھی میں نے کیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت یا خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کے معجزات ونشانات یا قرب حاصل کرنے کے طریق، اس کا علم نہیں ہوتا اس لئے کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایمان بھی ڈانوا ڈول ہونے لگتا ہے اور عملی کمزوریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

پس بیشک وفاتِ مسیح کے مسئلے میں تو ایک شخص بڑا پکا ہوتا ہے لیکن اس مسئلے کے جاننے سے اُس کی عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پہلو سے جماعت میں بعض جگہ کمزوری نظر آتی ہے۔ پس جب تک ہماری جماعت کے علماء، مربیان اور وہ تمام امراء اور عہدیداران جن کے ذمہ جماعت کے سامنے اپنے نمونے پیش کرنے اور اصلاح کے کام بھی ہیں، اس بات کی طرف ویسی توجہ نہیں کرتے جیسی کرنی چاہئے اور جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو کوشش کرنے کا حق ہے، اُس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوتِ ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کر سکتا، جماعت میں کثرت سے موجود رہے گا۔

ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

پس اسلام کے احیائے نو کا یہی تو وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اگر واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہر ایک کو معلوم ہو اور آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کی ہر ایک میں تڑپ ہو، اگر ہمیں پتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کتنے عظیم نشانات دکھائے اور آپ کے ماننے والوں میں سے بھی بے شمار کو نشانات سے نوازا تو ہم میں سے ہر ایک اُس مقام کے حصول کی خواہش کرتا اور اس کے لئے کوشش کرتا جہاں اُس سے بھی براہِ راست یہ نشان ظاہر ہوتے اور اُسے نظر آتے۔ قوتِ ایمان میں وہ جِلاء پیدا ہو جاتی جس کے ذریعہ سے پھر ایسی قوتِ ارادی پیدا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ایک خاص جوش پیدا کر دیتی ہے۔

پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات جن کا اظہار اللہ تعالیٰ آج تک فرماتا چلا آ رہا ہے ہمارے دلوں میں ایک جَوت جگانے والا ہونا چاہئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے آپ علیہ السلام اور اپنے اور آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل آپ کے ہر اُسوہ کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس مقام پر پہنچ جائیں جہاں اللہ تعالیٰ ہم سے ایک خاص پیار کا سلوک کر رہا ہو۔

ہم دنیاوی چیزوں میں تو دوسروں کی نقل کرتے ہیں۔ کسی کی اچھی چیز دیکھ کر اُس کو حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے کئی طریقے بھی استعمال کرتے ہیں، اور اس معاملے میں ہر ایک اپنی سوچ اور اپنی پہنچ کے مطابق عمل کرنے کی یا نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی کسی کا مثلاً اچھا، خوبصورت جوڑا ہی پہنا ہوا دیکھ لے، سوٹ پہنا ہوا دیکھ لے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اُس کو بھی مل جائے اور اُس کے پاس بھی ایسا ہی ہو۔ کوئی کوئی اَور چیز دیکھتا ہے تو اُس کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اب تو ٹی وی نے دنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا ہے کہ متوسط طبقہ تو الگ رہا، غریب افراد بھی یہ کوشش کرتے ہیں کہ میرے پاس زندگی کی فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہئے اور فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہئے۔ ٹی وی بھی ہو میرے پاس اور فریج بھی ہو میرے پاس کیونکہ فلاں کے پاس بھی ہے۔ وہ بھی تو میرے جیسا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر فلاں کو یا زید کو یہ چیزیں اُس کے کسی عزیز نے تحفۃً لے کر دی ہیں تو مجھے اس بات پر لالچ نہیں کرنا چاہئے۔ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ زید کے پاس یہ چیز ہے تو میرے پاس بھی ہو اور پھر قرض کی کوشش ہو جاتی ہے۔ یا بعض لوگوں کو اس کام کے لئے بعض جگہوں پر امداد کی درخواست دینے کی بھی عادت ہو گئی ہے۔ بیشک جماعت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ضرورتمند کی ضرورت پوری کرے لیکن درخواست دینے والوں کو، خاص طور پر پاکستان، ہندوستان یا بعض اور غریب ممالک بھی ہیں، اُن کو جائز ضرورت کے لئے درخواست دینی چاہئے اور اپنی عزتِ نفس کا بھی بھرم رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ذرا بہتر معاشی حالت کے لوگ ہیں تو دیکھا دیکھی وہ بھی بعض چیزوں کی خواہش کرتے ہیں، نقل کرتے ہیں۔ کسی نئے قسم کا صوفہ دیکھا تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی۔ نئے ماڈل کے ٹی وی دیکھے تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی یا اسی طرح بجلی کی دوسری چیزیں یا اور gadget جو ہیں وہ دیکھے تو اُن کو لینے کی خواہش ہوئی۔ یا کاریں قرض لے کر بھی لے لیتے ہیں۔ ضمناً یہ بھی یہاں بتا دوں کہ آجکل دنیا کے جو معاشی بدحالی کے حالات ہیں اُن کی ایک بڑی وجہ بنکوں کے ذریعہ سے ان سہولتوں کے لئے سُود پر لئے ہوئے قرض بھی ہیں۔ سُود ایک بڑی لعنت ہے۔ جب چیزیں لینی ہوں تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ اُن کو کہاں لے جائے گا۔ بہرحال یہ چیزیں خریدنا یا سود پر قرض دینا ہی ہے جس نے آخر کار بہتوں کو دیوالیہ کر دیا۔

بہرحال نقل کی یہ بات ہو رہی تھی کہ لوگ دنیاوی باتوں میں نقل کرتے ہیں اور اُس کے حصول کے لئے یا تو عزتِ نفس کو داؤ پر لگا دیتے ہیں یا دیوالیہ ہو کر اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یعنی دنیاوی باتوں کی نقل میں فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں نقل اور ویسا بننے کی کوشش کرنا جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمارے سامنے نمونہ پیش فرمایا ہے، بلکہ ہم میں سے تو بہت سوں نے اُن صحابہ کو بھی دیکھا ہوا ہے جنہوں نے قربِ الٰہی کے نمونے قائم کئے۔ لیکن اُن کی نقل کی ہم کوشش نہیں کرتے جبکہ نقصان کا تو یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور فائدہ بھی ایسا ہے جس کو کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں میں بڑھانے والی چیز کی نقل ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یا تو ہمیں ان چیزوں کا بالکل ہی علم نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے احساس پیدا نہیں ہوتا یا اتنا تھوڑا علم اور اتنے عرصے بعد دیا جاتا ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تازہ بتازہ نشانات آج بھی دکھا رہا ہے۔ نتیجۃً ہماری اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جبکہ دنیاوی چیزوں کے لئے ہم آتے جاتے ٹی وی پر، اخبارات پر دس مرتبہ اشتہارات دیکھتے ہیں اور دماغ میں بات بیٹھ جاتی ہے کہ میں نے کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ چیز لینی ہے، حاصل کرنی ہے۔ اور اگر کسی کو سمجھایا جائے یا کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ جب وسائل نہیں ہیں تو اس چیز کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ تو فوراً جواب ملتا ہے کہ کیا غریب کے جذبات نہیں ہوتے، کیا ہمارے جذبات نہیں ہیں، کیا ہمارے بچوں کے جذبات نہیں ہیں کہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

ہمارے پاس یہ چیز ہو۔لیکن یہ جذبات کبھی اس بات کے لئے نہیں ابھرتے کہ الہامات کا تذکرہ سن کر یہ خواہش پیدا ہو کہ ہمارے سے بھی کبھی خدا تعالیٰ کلام کرے۔ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ نشانات دکھائے اور اپنی محبت سے ہمیں نوازے۔اس سوچ کے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے عہدیداران اپنے اپنے دائرے میں افرادِ جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کے لئے بار بار ذکر نہیں کرتے ، یا اُس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے ، یا اُن کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر اُن کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کا بار بار ذکر کر کے اس بارے میں اُن بزرگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نشانات کے واقعات بھی شدت سے نہیں دہرائے جاتے اور یہ یقین پیدا نہیں کرواتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کسی خاص وقت اور اشخاص کے لئے مخصوص نہیں کر دیا بلکہ آج بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر بار بار ذکر ہو اور یہ تعلق پیدا کرنے کے طریقے بتائے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا ذکر کیا جائے تو بچوں، نوجوانوں میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا کیوں قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر دعا کی قبولیت کے فلسفے کی بھی سمجھ آ جاتی ہے اور نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

پس یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے جڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔نشانات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا زمانے تک محدود نہیں تھے یا مخصوص نہیں تھے بلکہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ جلوہ دکھاتا ہے۔ پس نیکیوں کو حاصل کرنے کی تڑپ، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہماری جماعت میں عام ہو جائے تو ایک بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے جو گناہ کو بہت حد تک مٹا دے گا۔ گناہ کو مکمل طور پر مٹانا تو مشکل کام ہے، اس کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بہت حد تک گناہ پر غالب آیا جا سکتا ہے۔ یا اکثر حصہ جماعت کا ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گا اور ہو سکتا ہے جو گناہوں پر غالب آ جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 453-452 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

پس اس کے لئے ہمارے مربیان اور امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ بتا کر اصلاح کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کی کامل پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے اور ایسے لوگوں کی اکثر دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں اور مجھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بعض واقعات کا مختلف وقتوں میں ذکر بھی ہوتا رہتا ہے اور میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں۔

پس ایسے واقعات ہیں جو نقل کی تحریک پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔نقل اگر کرنی ہے تو ایسے واقعات کو سن کر اپنے اوپر بھی یہ حالت طاری کرنے کے لئے نقل کرنی چاہئے تا کہ خدا تعالیٰ سے قرب کا رشتہ قائم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں جس قدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔..... کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے۔ وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) تم مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ (یہ چیز اہم ہے جو فرمایا ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 148۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ باتیں بار بار جماعت کے سامنے بیان کی جائیں تو یقیناً اس میں طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کے ایک بھاری حصے میں یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور اُس کی قوتِ ارادی ایسی مضبوط ہو سکتی ہے کہ وہ ہزاروں گناہوں پر غالب آ جائے اور اُن سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جو کبھی ڈانوا ڈول ہونے والا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ انسانیت کو گناہوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو جائے۔ عبادت سے بچنے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے یا فرض سمجھ کر جلدی جلدی ادا کرنے کی بجائے، جس طرح کہ سر سے، گلے سے ایک بوجھ ہے جو اتارنا ہوتا ہے، اُس طرح اتارنے کی بجائے ایک شوق پیدا ہو۔

مَیں اس وقت آپ کے سامنے چند مثالیں بھی پیش کر دیتا ہوں کہ احمدیت نے کیا عملی تبدیلی لوگوں میں پیدا کی؟

ہمارے مبلغ قرغزستان نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ احمدی مکرم عمر صاحب، انہوں نے 10/جون 2002ء کو بیعت کی تھی۔ اٹھاون برس اُن کی عمر ہے۔ پیدائشی مسلمان تھے لیکن کمیونسٹ نظریات کے حامی تھے۔انہوں نے بیعت کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ کہتے ہیں کہ جس دن خاکسار نے بیعت کے لئے خط لکھا وہ دن درحقیقت میری زندگی کا ایک یادگار دن تھا اور مَیں اُس دن کو اپنی ایک نئی پیدائش سے تعبیر کرتا ہوں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل مَیں ہر طرح کی دینی جماعتوں کے پاس گیا، مگر میری زندگی میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہو سکی، جبکہ بیعت کے بعد میری زندگی میں حقیقی روحانی انقلاب برپا ہو گیا تھا۔ بیعت سے پہلے نماز میرے لئے ایک بالکل اجنبی چیز تھی۔ مگر آج یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجوقتہ نماز میری زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے۔ اور تہجد میں ناغہ کرنا میرے لئے ایک امرِ محال ہے اور آج میرا دل اس یقین سے پُر ہے کہ جب انسان سچائی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے تو اُس کی منزل اُسے ضرور مل جاتی ہے اور اُسی منزل پر پہنچ کر ہی اُس کی حقیقی روحانی تربیت ہوتی ہے اور اُسے ترقی نصیب ہوتی ہے اور یہی وقت دراصل اُس کی قلبی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔

تو یہ انقلابات ہیں جو لوگوں میں، نئے آنے والوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔

پھر ہمارے مشنری کوتونو، افریقہ سے لکھتے ہیں کہ ادریسو صاحب آرمی میں لیفٹینٹ کی پوسٹ پر تعینات ہیں۔ 2013ء میں انہوں نے بیعت کی۔ وہ اپنی قبولیتِ احمدیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میری پیدائش مسلمانوں کی عید کے دن ہوئی تھی۔ تو میرے مشرک باپ نے دائی سے کہا کہ اس کا مسلمانوں کا نام رکھو۔ وہاں افریقہ میں یہ رواج ہے کہ جس دن پیدا ہو اُس دن کا نام رکھ دیتے ہیں یا اُن خصوصیات کی وجہ سے بعض نام رکھے جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں بہرحال عید والے دن میں پیدا ہوا، باپ تو میرا مشرک تھا لیکن مسلمانوں کی عید ہو رہی تھی۔ میرے باپ نے کہا کہ اس کو مسلمان بنانا ہے اس کا مسلمان نام رکھو کیونکہ یہ عید کے دن پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں بچپن میں مَیں نے کچھ عرصہ مسجدوں کا رُخ کیا مگر ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد واپس آ رہا تھا تو چوٹ لگ گئی۔ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے آ رہا ہوں تو ٹھوکر لگنے کا تو سوال ہی نہیں کہ میں گروں اور چوٹ لگ جائے یا کسی بھی ذریعہ سے چوٹ لگے، تو اس خیال سے کہ خدا کی عبادت کے بعد بھی ٹھوکر لگی تو پھر عبادت کا فائدہ کیا؟ کہتے ہیں مَیں اسلام کو چھوڑ کر عیسائی ہو گیا اور کبھی ایک چرچ میں جاتا، کبھی دوسرے چرچ میں، اور عیسائیت میں بھی فرقے بدلتا رہتا۔ کہتے ہیں میرے مسائل اور بڑھ گئے یہاں تک کہ بیوی سے بھی جھگڑا ہو گیا، سکون برباد ہو گیا۔ ہر وقت پریشانیوں میں گھرا رہتا تھا۔ کہتے ہیں میرے والدین اور بزرگ تھے۔ انہوں نے ہمارے گھریلو مسائل سلجھانے کی کوشش کی، بہت میٹنگیں ہوئیں، پنچائتیں ہوئیں، صلح کروانے کی ہر کوشش ہوئی لیکن بیکار، بے فائدہ۔ ان حالات میں جماعت کے داعی الی اللہ، محمد صاحب اُن کو ملے۔ کہتے ہیں اُن کو میرے حالات کا علم ہوا تو کہنے لگے تم نے تمام نسخے آزما لئے۔ مسلمان ہوئے، عیسائی ہوئے، مسائل بڑھتے رہے، مسائل حل نہیں ہوئے۔ گھریلو طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ پنچائتی طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ اب تمہیں مَیں ایک نسخہ بتاتا ہوں۔ یہ نسخہ آزماؤ اور دیکھو پھر کیا نتیجہ اُس کا نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دعا کرو۔ کیونکہ ہمارے مذہب کی سچائی کا نشان یہ ہے کہ اس کے ماننے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تم بھی اپنے لئے دعا کرو اور میں بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری بیوی کے درمیان صلح اور حسنِ سلوک قائم کر دے اور جب یہ قائم ہو جائے گا تو کیونکہ میں نے تمہیں دعا کے لئے کہا ہے، کیونکہ خالص ہو کر تم نے دعا مانگنی ہے اور میں خود بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔ کیونکہ میں یہ کہہ رہا ہوں اس لئے جب یہ بات صحیح ہو جائے گی، جب تمہارے مسائل حل ہو جائیں گے تو پھر یاد رکھو کہ یہ ہمارے امام کی صداقت کا نشان ہو گا۔ چنانچہ کئی دن اس نے دعا کی۔ موصوف کہتے ہیں کہ ان دعاؤں کے نتیجہ میں ایک ایک کر کے میرے سارے مسائل حل ہونے لگے اور بیوی سے بھی صلح ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ یہی راہ اصل اسلام کی راہ ہے جس میں خدا ملتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اب میری کایا پلٹ گئی ہے اور کہا کہ یہ سب مسیح موعود، امام الزمان علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے اور آپ کے ماننے میں نجات ہے۔ اور اب وہ احمدی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہیں۔

یہ اُن احمدیوں کے لئے بھی سبق ہے جو اپنے آپ کو پرانے احمدی خاندانوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن اُن کے گھروں میں بے چینیاں ہیں۔ اور بعض گھر بے چینیوں سے بھرے پڑے ہیں، مسائل میرے سامنے آتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حقوق نہیں ادا کرتا، بیوی خاوند کے حقوق نہیں ادا کرتی۔ ایمان میں پختگی پیدا کر کے عملی اصلاح کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں تو پھر یہ مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی طریقہ ہر ایک کو آزمانا چاہئے۔ اپنی اَناؤں کو چھوڑ کر اپنے دلوں میں جو پہلے ایک سوچ بنا لی ہوتی ہے کہ اس نے یہ کہا اور میں نے یہ کہنا ہے۔ اُس نے یہ کہنا ہے اور میں نے یہ کہنا ہے۔ اس بات کو ختم کر کے خالصۃً اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے تبھی اللہ تعالیٰ پھر صحیح راستے دکھاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اللہ تعالیٰ ہمیں اس زمانے میں بھی دکھاتا ہے اُن کے بارے میں بھی بتا دوں۔

ٹیچی مان (Techiman) گھانا کے ہمارے سرکٹ مشنری ہیں۔ کورابوراان کا گاؤں ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں ایک نو احمدی جبریلا صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ کاشت کا موسم ہے۔ میرے غیر مسلم بُت پرست والد نے مجھے بتوں کے حضور حاضر ہونے اور نذرانہ پیش کرنے کا کہا ہے تاکہ ان کی برکت سے میری یام (Yam) کی فصل اچھی ہو جائے اور خوب پھل آئے (یام وہاں کی ایک خاص فصل ہے۔ لوگ کھاتے ہیں، ویسے تو یہاں بھی ملتا ہے)۔ تو معلم لکھتے ہیں کہ جب میں نے اُسے کہا کہ ان بتوں سے باز ہی رہو اور والد کو بھی باز رکھو۔ نیز اُسے دعائے استخارہ سکھائی تو خدا کے فضل سے جب کٹائی کا وقت آیا تو اس نوجوان کی یام کی فصل بہت اچھی ہوئی اور اُس کے والد کی نسبت اُس کی فصل کو اور زیادہ اچھا پھل لگا۔ والد مشرک تھا اُس کی نسبت اس کی فصل بہت بہتر تھی۔ اس کے والد نے یہ نشان دیکھ کر اُسے کہا کہ میرے بیٹے کا جو خدا ہے وہ سچا خدا ہے۔ پھر جو بُت اُس کے پاس موجود تھے وہ سارے جلا دیئے۔ تو یہ وہ ایمان کی مضبوطی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے نو احمدیوں میں پیدا ہو رہی ہے۔

پھر ہمارے ایلڈوریٹ (Eldoret) کینیا کے مبلغ ہیں۔ مسجد کے احاطے میں اُن کا جو دفتر تھا وہاں کسی طرح مخالفِ احمدیت نے داخل ہو کر جو اصل میں تو پہلے ملازم تھا اور وہاں اُس کا آنا جانا تھا۔ بہرحال کچھ ناراضگیاں ہو گئیں اور اُس کو فارغ کیا گیا تو اُس نے داخل ہو کر چھت کی جو سیلنگ (ceiling) ہوتی ہے اُس میں وہ دوائی، وہ نشہ آور ڈرگز رکھ دیں جو ممنوعہ ہیں۔ اور پولیس کو رپورٹ کر دی کہ یہاں احمدی مبلغ رہتا ہے اور اسلام کی تبلیغ کا تو یہ بس ایک بہانہ ہے۔ اصل میں تو یہ ڈرگ کا کاروبار کرتا ہے۔ اس پر پولیس نے اپنی کارروائی کرتے ہوئے دفتر پر چھاپا مارا اور جب اُس کی بتائی ہوئی جگہ چھت میں سے کھولی تو وہاں سے دوائی حاصل ہو گئی۔ بہرحال پولیس کو سب کچھ بتایا گیا کہ یہ کسی مخالف نے شرارت کی ہے لیکن پولیس نے کچھ نہیں سنا اور انہوں نے کہا ہم تو اپنی کارروائی کریں گے۔ ہمارے مشنری کو پولیس سٹیشن لے گئے اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن کیس عدالت میں پیش ہوا تو جج نے کیس سننے کے بجائے تاریخ دے دی۔ خیر انہوں نے مجھے بھی یہاں اطلاع کی تو اُن کو میں نے دعائیہ جواب بھی دیا۔ پھر دوبارہ پیشی ہوئی تو کہتے ہیں جب میں جاتا اور کٹہرے میں جج کے سامنے پیش ہوتا تھا تو جج بڑے غور سے مجھے دیکھتا تھا اور اُس کے بعد gentleman sit down کہہ کے وہ مجھے بٹھا دیتا تھا اور وکیلوں کو اگلی تاریخ دے دیتا تھا۔ کہتے ہیں عدالت میں حاضر ہونے کی تاریخ سے دو دن قبل صبح کی نماز کے بعد جب بہت فکر پیدا ہوئی تو میں نے دعا کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگا تو دل میں خیال آیا کہ قرآن سے نیک فال نکالی جائے تو سوچا کہ قرآن کو کھولتے ہیں جس لفظ پر نظر پڑے گی اُس میں کوئی پیغام ہوگا۔ جب دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ۔ (الانبیاء:70) اس سے دل کو تسلی ہوئی کہ پیغام تو اچھا ہے۔ خیر کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد میں ڈاکخانہ سے ڈاک لینے گیا تو وہاں میرا خط بھی اُس میں اُن کو آیا ہوا تھا جس میں میں نے یہ لکھا ہوا تھا کہ 'اللہ تعالیٰ آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور حفاظت میں رکھے اور منافقین کو اپنے منصوبوں میں ناکام کرے اور جماعت کو ہر ابتلاء سے بچائے اور مزید ترقیات دے'۔ کہتے ہیں یہ خط پڑھنے کے بعد اور یہ (آیت) دیکھنے کے بعد میرے دل میں میخ کی طرح یہ گڑھ گیا کہ اب ضرور اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اور چند احباب کو بھی میں نے یہ خوشخبری سنا دی کہ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں جب میں عدالت میں حاضر ہوا تو حسبِ سابق جج نے مجھے بٹھا دیا اور وکیلوں سے بات کرنے کے بعد مجھے کہا کہ تم آزاد ہو۔ جاؤ اور اپنا کام کرو۔ تمہارے خلاف کوئی کیس نہیں۔

پس اگر ایمان مضبوط ہو تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین ہوتا ہے۔ اور انسان صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر نشان دکھاتا ہے۔ یہی باتیں ہیں، یہ جہاں اپنا ایمان مضبوط کرتی ہیں، اپنی عملی حالت کو درست رکھتی ہیں وہاں دوسروں کے لئے بھی مضبوطی ایمان کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ چیز ہے جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عملی اصلاح کے لئے دوسری چیز جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ علمی قوت ہے یا علم کا ہونا ہے۔ اس بارے میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، دوبارہ بتا دوں کہ غلطی سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ کچھ گناہ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ گناہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن گناہوں کو انسان چھوٹا سمجھ رہا ہوتا ہے وہ گناہ اُس کے دل و دماغ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اگر زیادہ ہیں تو جو زیادہ گناہ ہیں وہ دل و دماغ میں بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ تو کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ چھوٹی سی بات ہے یا ایسا معمولی گناہ ہے جس کے بارے میں کوئی زیادہ باز پرس نہیں ہو گی۔ خود ہی انسان تصور پیدا کر لیتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 453 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

ابھی گزشتہ خطبوں میں شاید دو ہفتے پہلے ہی مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ اسائلم سیکرز جو ہیں، وہ بھی یہاں آ کر جب غلط بیانی کرتے ہیں اور اپنا کیس منظور کروانے کے لئے جھوٹ کا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں بلکہ جماعت کی ساکھ پر بھی حرف آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ خطبہ کے بعد یہاں سے ایک اسائلم سیکر وکیل کے پاس گیا اور وکیل صاحب بھی احمدی ہیں۔ وہ بھی شاید خطبہ سن رہے تھے۔ اور وکیل شاید کوئی جماعتی خدمت بھی کرتے ہیں۔ اُس وکیل نے اس اسائلم لینے والے کو کیس تیار کرتے ہوئے غلط بیانی سے بعض باتیں لکھ دیں کہ یہ غلط باتیں بیچ میں ڈالنی پڑیں گی۔ حالانکہ ان کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ اور مؤکل کو کہہ دیا کہ اس کے بغیر کیس بنتا ہی نہیں۔ پھر تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس لئے ایسی غلط بیانی کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ میں نے واضح طور پر بتایا تھا کہ کسی غلط بیانی اور جھوٹ سے کام نہیں لینا اور احمدیوں پر ظلموں کے واقعات تو ویسے ہی اتنے واضح اور صاف ہیں اور اب دنیا کو بھی پتا ہے کہ اس کے لئے کسی وکیل کی ہشیاری اور چالاکی اور جھوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

پس مربیان کو بھی اور عہدیداران کو بھی بار بار جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرنی ہو گی۔ بار بار یہ ذکر کرتے چلے جانا ہو گا کہ کوئی گناہ بھی بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اور اس سے ہم نے بچنا ہے۔ ہر جھوٹ جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کے شرک سے ہم نے بچنا ہے۔ اگر اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہے تو پھر فکر کی ضرورت نہیں۔ نشان ظاہر ہوں گے اور انسان پھر دیکھتا ہے۔ لیکن تلقین کرنے والوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اُن کی اپنی حالت بھی ایسے معیار کی ہو جہاں وہ اپنی قوتِ ارادی کے اعلیٰ معیاروں کی تلاش میں ہوں۔ اور عملی طور پر بھی اُن کے عمل اور علم میں مطابقت پائی جاتی ہو۔ اس زمرہ میں شمار نہ ہوں جو کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ بہرحال جماعتوں کو بار بار درسوں وغیرہ میں ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے اور عملی حالت بہتر کرنے کے لئے علمی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

پس اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں کام شروع کر دے تو ایک واضح تبدیلی نظر آ سکتی ہے۔ اس زمانے میں جبکہ علم کے نام پر سکولوں میں مختلف برائیوں کو بھی بچوں کو بتایا جاتا ہے ہمارے نظام کو بہت بڑھ کر بچوں اور نوجوانوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کو اپنی حالتوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اُس علم کے نقصانات سے اپنے آپ کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو بچوں کو علم کی آگاہی کے نام پر بچپن میں سکول میں دیا جاتا ہے۔ ماں باپ کو بھی پتا ہونا چاہئے تاکہ اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ یہاں بہت چھوٹی عمر میں بعض غیر ضروری باتیں بچوں کو سکھا دی جاتی ہیں اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے۔ جبکہ حقیقت میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی بلکہ بچوں کی اکثریت کے ذہن بچپن سے ہی غلط سوچ رکھنے والے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے سامنے اُن کے ماں باپ کے نمونے یا اُس کے ماحول کے نمونے برائی والے زیادہ ہوتے ہیں، اچھائی والے کم ہوتے ہیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

پس مربیان، عہدیداران، ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، والدین، ان سب کومل کر مشترکہ کوشش کرنی پڑے گی کہ غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں۔ سکولوں کے طریق کو ہم روک نہیں سکتے۔ وہاں تو ہم کچھ دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ لیکن گندگی اور بے حیائی کا فرق بتا کر، بچوں کو اعتماد میں لے کر اپنے عملی نمونے دکھا کر ماحول کے اثر سے بچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں دو غائب جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ ہے مکرمہ نواب بی بی صاحبہ جو مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد کی رہنے والی تھیں اور ہمارے مبلغ سلسلہ گیانا (Guyana) احسان اللہ مانگٹ صاحب کی والدہ تھیں۔ 19ر جنوری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے ددھیال کا تعلق اجنیاں والا ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ ننھیال کا تعلق مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد سے ہے۔ آپ حضرت ناصر دین صاحب مانگٹ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑنواسی تھیں۔ بہت مہمان نواز، نرم مزاج، غریب پرور، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ گاؤں کے احمدی اور غیر احمدی سب آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ مربیانِ سلسلہ کے ساتھ بہت شفقت اور پیار کے ساتھ پیش آتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ اکثر پنجابی نظمیں بھی خلافت کے بارے میں انہوں نے بنائی ہوئی تھیں اور سنایا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا احسان اللہ مانگٹ صاحب مربی سلسلہ ہیں، آجکل گیانا جنوبی امریکہ کے مبلغ انچارج ہیں اور ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے وہ اپنی والدہ کے جنازہ میں شامل بھی نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب شکارپور سندھ کا ہے جو 16ر جنوری 2014ء کو نوّے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ مولوی عبدالکریم شرما صاحب جو بڑا لمبا عرصہ یہاں رہے ہیں اُن کے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ شکارپور سندھ میں جماعت کی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ پارٹیشن سے قبل قادیان میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارخانے میں انہیں بہت محنت اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ پاکستان کے قیام کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض ہدایات تھیں اُن پر عمل کرنے کی توفیق پائی۔ اور پھر پارٹیشن کے بعد آپ کا اس وقت یہاں کوئی ایسا کاروبار نہیں تھا تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے مشورے کے بعد شکارپور میں گئے۔ وہاں اُن کو ایک کارخانہ الاٹ ہو گیا تو پھر انہوں نے وہاں جا کر احمدیوں کو تلاش کر کے جماعت قائم کی۔ اس کے پہلے صدر بھی آپ مقرر ہوئے اور اپنے کارخانے کے باغ میں ان کو ایک خوبصورت مسجد بھی بنانے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو چار اضلاع سکھر، شکارپور، جیکب آباد اور گوٹکی کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ 1982ء میں ان کی اہلیہ فوت ہوئیں اور اکتیس سال کا عرصہ انتہائی صبر اور حوصلے سے انہوں نے گزارا۔ اس دوران 1995ء میں آپ کے بیٹے شیخ مبارک احمد شرما کو مخالفانہ فسادات کے دوران شکارپور میں شہید کیا گیا۔ پھر 1997ء میں آپ کے دوسرے بیٹے مظفر احمد شرما کو بھی شہید کر دیا گیا لیکن آپ کے پایہ ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار اور احسان مند ہی رہے۔ بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ مخالفینِ احمدیت کا ایک جلوس اُن کے گھر واقع شکارپور اور فیکٹری پر حملہ آور ہوا تو آپ بہت بہادری سے اکیلے ہی اس کے مقابلے کے لئے باہر نکل کھڑے ہوئے جبکہ پولیس کھڑی تماشا دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر جلوس کی قیادت کرنے والے مولوی کو پکڑ لیا۔ یہ منظر دیکھ کر سارا جلوس بھاگ گیا۔ پولیس والے بھی حیران تھے۔ بار بار پوچھتے تھے کہ آپ نے جلوس کو کیسے بھگا دیا۔ اس کے بعد یہ اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ خلافت سے بڑا مضبوط تعلق تھا۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ بزرگوں کی طرف سے بھی باقاعدگی سے چندہ دیتے تھے۔ پاکستان کی بہت سی مساجد کی تعمیر میں بڑی مالی قربانی دی۔ موصی تھے اور پورے سال کا حصہ آمد سال کے شروع میں ادا کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے ہیں۔ ایک بیٹی لئیقہ فوزیہ صاحبہ نائیجیریا میں ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر ہیں اور (ان کے میاں) واقفِ زندگی ڈاکٹر ملک مدثر احمد صاحب ہیں۔ دونوں ہی ڈاکٹر لئیقہ فوزیہ بھی اور اُن کے میاں ڈاکٹر مدثر بھی وقفِ زندگی ہیں۔ نائیجیریا میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے پوتے مکرم سہیل مبارک شرما صاحب مربی سلسلہ، آج کل صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو اور نسل کو احسن رنگ میں اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور وفا سے اس تعلق کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی روحانی تربیت کا پھل

تحریر: مکرم پروفیسر جناب قاضی محمد بشیر صاحب (مرحوم)

جماعت کو خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’خلافت ایک الٰہی نعمت ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے۔ جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ ہے جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانہ کی لمبائی مومنوں کے اخلاص سے وابستہ ہے۔‘‘

(الفضل 22ر دسمبر 1937ء)

پھر جماعت کو خلافت کی برکات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت کے حصہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اِس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔‘‘

(الفضل 20ر مئی 1959ء)

پھر کتنا مبارک وہ عہد تھا جبکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہزاروں احمدیوں کو کھڑا کر کے عہد لیا گیا۔ تا نظام خلافت کی حفاظت احمدیوں کے قلوب میں میخ کی طرح گڑ جائے۔

’’اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ‘‘۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے۔ اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا نبھانے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔ (الفضل 16 فروری 1960ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے احسانوں میں سے بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے اقوال کی روشنی میں ضرورتِ خلافت، برکات خلافت، منصب خلافت، خلافت حقّہ کے فوائد اور خلافت کے چھِن جانے کے نقصانات کے بارے میں اس شرح و بسط سے آگاہ کیا کہ ہم یقینِ محکم کے حامل بن گئے اور آج ہر احمدی خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ حضورؓ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق اس پختہ ایمان پر قائم ہے کہ:

☆ خلافت ہی اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربلندی کا ذریعہ ہے۔

☆ ہر قسم کی دینی و دنیوی، ملّی و قومی ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں۔

☆ خلیفہ دراصل خدا بناتا ہے۔ گو اس کا انتخاب لوگ کرتے ہیں۔

☆ خلیفہ کو معزول نہیں کیا جا سکتا اور اس کے احکام کا انکار فسق ہے۔

☆ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور اس کے احکام کی اطاعت ضروری اور لابدی ہے۔

☆ خلیفہ بطور امیدوار پیش نہیں ہو سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ خلفائے راشدین کو قبولیت دعا اور کشوف و رؤیا سے سرفراز کر کے ان کی تائید فرماتا ہے۔

☆ حسب آیۂ کریمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ جب تک مومن عمل صالح بجا لاتے رہیں گے اور ایمان پر قائم رہیں گے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں خلافت کو قائم رکھے گا۔

☆ خلیفہ اہم امور میں مجلس شوریٰ سے مشورہ کرتا ہے لیکن اسے مشورہ رد کرنے کا اختیار ہے۔

☆ خلیفہ نبی کا نائب ہوتا ہے اور ان کاموں کی تکمیل کرتا ہے جس کی بنیاد نبی رکھ جاتا ہے۔

یہ وہ دس امور ہیں جن پر جماعت احمدیہ کے ہر فردبشر کا انشراح صدر صرف اور صرف نتیجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دُور بینی کا۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اور حضورؓ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک جماعت کو ایسی تربیت دی کہ جب آپ ہم سے جدا ہوئے تو جماعت احمدیہ خلافت کے بارہ میں کسی خلفشار اور انتشار کا شکار نہ ہوئی۔ اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش پوری ہوئی۔

تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہُوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر کبیر کے مبارک اثرات

تحریر: مکرم مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی الکاشمیری (مرحوم)

خاکسار کی قبول احمدیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر کے مبارک اثرات کا خاصا حصہ ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ 1953ء میں جب مَیں ابھی احمدی نہیں ہوا تھا اور وزارت امور کشمیر راولپنڈی پاکستان کی طرف سے مہاجرین جموں و کشمیر کے کیمپ مانسر ضلع کیمبل پور میں مذہبی امور کا نگران تھا تو تفسیر کبیر کی پہلی جلد میرے مطالعہ میں آئی جو کیمپ میں رہنے والے ایک مہاجر احمدی نے مجھے اپنے اس لڑکے کے ہاتھ بھجوائی جو میرے پاس قرآن مجید پڑھنے کے لئے روزانہ آیا کرتا تھا۔ تفسیر کبیر کی یہ جلد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے نو (9) رکوعوں پر مشتمل تھی۔

جب مَیں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو اس میں علوم و معارف کی ایسی باتیں پائیں جو نہ میں نے عربی تفاسیر میں پڑھی تھیں نہ ان دینی مدارس میں سنیں تھیں جن میں سالہا سال تک میں پڑھتا رہا اور فارغ التحصیل ہوا تھا۔

سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی تشریح اور اسی طرح عبادت، استعانت، ہدایت، صراط مستقیم، منعم علیہم، مغضوب علیہم اور ضالین کی پُرلطف اور پر معارف تشریح اور سورہ بقرہ کے مشکل مقامات کی تفسیر اور ان کا حل دیکھ کر قلبی سکون اور روحانی سرور حاصل ہو جاتا تھا۔ تفسیر کبیر کیا تھی؟ لدُنّی علوم و معارف کا خزانہ تھا۔ اتنا شغف بڑھا کہ کھانا چھوٹ جاتا مگر تفسیر چھوٹنے نہ پاتی تھی۔ انہی دنوں پُرلذّت اور خوش منظر خوابوں کا سلسلہ بھی شروع ہوا جن سے ایسا محسوس کرتا کہ گویا اندر ہی اندر دل کی کھڑکی کھل گئی ہے۔ انہیں دنوں بہت سی بشارتیں ملیں۔

آسمانی تارے

تفسیر کبیر کی یہ جلد پڑھنے کے بعد مجھے جماعت احمدیہ کا مزید لٹریچر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے ربوہ خط لکھا کہ مجھے تفسیر کبیر کی جلدیں اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی موجودہ کتب بھجوائی جائیں۔ چند دنوں میں کتب موصول ہوئیں۔ ان کتب کو میں نے پورے غور و انہماک سے پڑھنا شروع کیا۔ ان کتب کے مطالعہ کے دوران ایک دفعہ کشف میں آواز آئی "یہ کتابیں آسمانی تارے ہیں۔"

تفسیر کبیر کی مزید جلدوں کی تلاش میں کیمپ مانسر ضلع کیمبلپور سے راولپنڈی چلا آیا۔ وہاں قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی احمد کمرشل کالج (خوشنویس) جس سے میں نے اس سے قبل "آسان دینیات" اور "آسان نماز" کتابت کروا کر واقفیت حاصل کر لی تھی، سے میں نے تفسیر کبیر کی مزید جلدیں لے کر پڑھیں اور جو جلدیں کسی احمدی دوست سے قیمتاً مل سکتی تھیں خرید کر مطالعہ کیں اور قرآن شریف کے مشکل مقامات حل ہوتے رہے اور گرہیں کھلتی گئیں۔

سورۂ یونس تا سورۂ کہف والی تفسیر کبیر کی جلد نایاب ہوگئی تھی۔ اس کی تلاش ہوئی تو معلوم ہوا کہ راولپنڈی میں مکرمی ماسٹر محمد عنایت اللہ صاحب احمدی کے پاس یہ جلد موجود ہے۔ میں مکرمی قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کے تعارف سے ان سے ملا اور عرض مدعا کیا۔ کہا یہ جلد اب نایاب ہوگئی ہے اور پہلے سَو سَو روپیہ تک بِک چکی ہے اور لوگ کتابیں لے کر واپس نہیں کرتے اس لئے مَیں اسے نہیں دے سکتا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ میری طرف سے مبلغ ایک سَو روپیہ زرنقد ضمانت کے طور پر پاس رکھ لیں اور تحریر لکھوا لیں کہ تفسیر کبیر کی اس جلد کی واپسی پر ایک سَو روپیہ مبلغ واپس کر دیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ میں نے یہ جلد لے کر مطالعہ کی۔ اس میں قرآن شریف کے باقی مشکل مقامات کا حل اور لطیف تفسیر دیکھ کر خوشی سے میری روح جھوم جاتی تھی اور قلب و ذہن اس طرح صاف ہو جاتے تھے جیسے کوئی بیمار بیماریوں سے شفا حاصل کرتا جائے۔

احمدیہ لٹریچر پڑھنے کی شکایت

جب میں کیمپ مانسر ضلع کیمبل پور سے کبھی کبھی راولپنڈی آیا جایا کرتا تھا تو راولپنڈی کے بعض علمی جلسوں میں احباب کے ساتھ بعض مسائل پر بحث ہو جایا کرتی تھی۔ مَیں بعض مسائل میں مثلاً حضرت آدمؑ کی جنت زمین پر تھی یا آسمان پر؟ عذابِ دوزخ کافروں کے لئے ابدی ہے یا غیر ابدی؟ وغیرہ میں اختلاف کیا کرتا تھا اور کبھی تفسیر کبیر کا حوالہ بھی دے دیا کرتا تھا۔ اس پر ان احباب نے میرے خلاف میرے اونچے افسران کے ہاں میرے احمدی لٹریچر پڑھنے کی شکایت کر دی اور شہر میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ احمدی لٹریچر سے متاثر ہو رہا ہے۔

مہاجرین کے کیمپوں میں وزارت امور کشمیر راولپنڈی کی طرف سے دینی امور کے خاص مشیر شجاعت علی صاحب صدیقی سابق ملٹری اکوئنٹنٹ جنرل پاکستان راولپنڈی ہوا کرتے تھے۔ ان احباب نے ان سے میری شکایت کی۔ اس شکایت پر مجھے راولپنڈی بلایا گیا اور مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ میں نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھتا ہوں اس لئے کہ ایک عالم کو ہر فرقہ کا لٹریچر پڑھنا چاہئے اور کیمپ میں ہر فرقہ کے لوگ ہیں اس لئے ان سے بات چیت کے لئے ان کا لٹریچر پڑھنا ضروری ہے تا کہ ان کے اصل عقائد سے آگاہی حاصل ہو۔ اس پر بظاہر وہ خاموش ہو گئے۔ ادھر کیمپ میں بھی بعض لوگوں نے مجھے درپردہ احمدی مشہور کر دیا تھا اور میری مخالفت شروع کر دی تھی۔

1953ء سے احمدیت کی تحقیقات میں اب 1955ء آچکا تھا۔ جبکہ حکومت پاکستان نے عارضی آبادکاری اسکیم کے تحت مہاجرین کو مختلف اضلاع میں آباد کرنا شروع کیا اور کیمپ بند کر دیئے گئے۔ کیمپ کے ملازمین کو تخفیف میں لایا گیا اور خاکسار بھی تخفیف میں آیا۔ 1955ء میں تخفیف میں آنے کے بعد میں راولپنڈی چلا آیا جہاں مولوی غلام اللہ خان صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کا پہلا ایڈیٹر مقرر ہوا۔

جماعت اسلامی کے پیش کردہ نظریہ "حکومتِ الٰہیہ" سے دستبرداری

اس وقت تک میں جماعت اسلامی کے لٹریچر اور ان کے پیش کردہ نظریہ حکومت الٰہیہ سے بہت متاثر تھا۔ ان کے رسائل و اخبارات کا خریدار تھا اور نظریہ "حکومت الٰہیہ" کا زبردست قائل تھا۔ مگر جب میں نے تفسیر کبیر کی وہ جلد مطالعہ کی جس میں سورۂ ماعون کی تفسیر ہے اس میں اَلدِّیْن کے مختلف معانی کی تشریح میں "حکومت الٰہیہ" اور "خلافت اسلامیہ" کی بھی تشریح کی گئی ہے۔ اسے میں نے غور سے بار بار پڑھا۔ پہلی دفعہ "حکومت الٰہیہ" کی ایسی لطیف تشریح میرے سامنے آئی جس نے مجھے شدید متاثر کیا۔ سالہا سال سے جماعت اسلامی کے لٹریچر کے مطالعہ سے میں نے جو نظریہ "حکومت الٰہیہ" حاصل کیا تھا اس سے مجھے اب تک بڑا پیار تھا اور ہر چند طبیعت اس کے چھوڑنے پر تیار نہ ہوتی تھی مگر تفسیر کبیر میں "حکومت الٰہیہ" کے مطالعہ نے مجھے پیروں کے تلووں سے لے کر سر کی چوٹی تک ہلا کر رکھ دیا۔

تفسیر میں بیان کیا گیا تھا کہ "حکومت الٰہیہ" سیاسی اقتدار کے ذریعہ قائم نہیں ہوتی۔ بلکہ حکومت الٰہیہ خود بخود دلوں پر قائم ہوتی ہے اور دراصل "حکومت الٰہیہ" عرش الٰہی پر قائم ہے جس کا ظل دنیا میں قائم ہوتا ہے اور اسی ظلی حکومتِ الٰہیہ کا نام "خلافت" ہے اور یہ خلافت جو عرشِ الٰہی کی "حکومت الٰہیہ" کی ظل ہوتی ہے دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام اور مامورین الٰہی کے ذریعہ قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہر زمانہ میں انبیاء اور مامورین علیہم السلام کے ذریعہ قائم ہوتی چلی آئی ہے۔

بخلاف اس کے جماعتِ اسلامی کا نظریہ "حکومت الٰہیہ" یہ تھا کہ وہ سیاسی اقتدار کے حصول کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ ایک عرصہ غور کرنے کے بعد بالآخر میں جماعت اسلامی کے پیش کردہ نظریہ "حکومت الٰہیہ" سے دستبردار ہو گیا اور تفسیر کبیر میں پیش کردہ نظریہ "حکومت الٰہیہ" کو قبول کر لیا۔

اب میں جماعت اسلامی سے کٹ کر جماعت احمدیہ کے بہت قریب ہو گیا تھا۔ 1956ء میں جلسہ سالانہ ربوہ پر چلا گیا اور کافی لٹریچر خرید لایا اور استفادہ کیا۔ جس دن راولپنڈی سے سپیشل ریل سے جلسہ سالانہ ربوہ روانہ ہونا تھا اسی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ تشریف لائے ہیں اور گویا میں لیٹا ہوا ہوں اور وہ مجھے فرماتے ہیں۔ "اُٹھو چلو، اُٹھو چلو" یعنی جلسہ پر چلو۔ بہر حال خدا نے مجھے ربوہ جانے کی توفیق دے دی۔ اور لوگوں نے ربوہ کے متعلق جو پروپیگنڈے کر رکھے تھے کہ وہاں یہ ہے، یہ ہے اور یہ ہے اور وہاں یوں ہوتا ہے، یوں ہوتا ہے وغیرہ ان میں سے کوئی بات بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی صحیح تصویر مَیں نے ربوہ میں جا کر دیکھی اور اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے جو عشق و محبت یہاں دیکھنے میں آیا کہیں بھی اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ گو میں نے ابھی بیعت نہیں کی تھی مگر دل سے بیعت کر چکا تھا۔

واپس راولپنڈی آیا اور چند مزید رؤیا دیکھے۔ ایک رؤیا میں دعا کے بعد دیکھا کہ دو انسان سفید کپڑوں میں ملبوس میرے سامنے آئے جو بہت بڑے آدمی نظر آتے ہیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا "مرزا صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے"؟ کہنے لگے "کون مرزا صاحب؟" مَیں نے کہا "مرزا غلام احمد قادیانی۔" کہنے لگے "وہ نبی ہیں۔ وہ نبی ہیں"۔ اس سے مجھے مزید تشفی ہوئی۔

مختصر یہ کہ بالآخر 1959ء کے اواخر میں میں بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ اس طرح سابق زندگی سے نکل کر میں نے گویا ایک نیا جنم حاصل کر لیا اور ایک لمبے عرصہ کی ذہنی کشمکش اور نظریاتی بے چینی کے بعد خدا کے فضل سے مجھے اطمینان قلب اور روحانی سکون حاصل ہو گیا جس کی مجھے تلاش تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(بشکریہ 'الفرقان' فضلِ عمر نمبر 1965ء)

نظارت نشرو اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Nabiyon Ka Sardar[saw]

by Hadhrat Mirza Basheeruddin Mahmood Ahmad Khalifatul Masih 2nd
P.B, Pages-321, Code-U-203

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی معرکہ آراء کتاب دیباچہ تفسیر القرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و سوانح کا حصہ "نبیوں کا سردار" عنوان سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ موجودہ ایڈیشن اسی کتاب سے اضافہ کے ساتھ 321 صفحات پر مشتمل دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ نظارت نشرو اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان ہوئے ہیں۔

Risala Qawaid Wasiyat

by Nazarat Nashro Ishat Qadian-(P.B,) Pages-54

نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کا مرتبہ "رسالہ قواعد وصیت" پہلی بار نظارت نشرو اشاعت قادیان سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں وصیت سے متعلق قواعد و ضوابط بیان کرتے ہوئے متعدد امور کی وضاحت اور موصیان کے تعلق سے ہدایات دی گئی ہیں جن سے ہر موصی کو آگاہ ہونا ضروری ہے۔ یہ رسالہ 54 صفحات پر مشتمل ہے۔

Qaseedah (with Urdu Translation)

by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, (P.B), Pages-24, Code-U-215

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے بلیغ مدحیہ عربی قصیدہ رقم فرمایا جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص تائید و نصرت کا نشان ہے۔ یہ قصیدہ اردو ترجمہ کے ساتھ 70 اشعار پر مشتمل ہے۔

Hazrat Muhammad[saw] ka Pavittar Jeevan

by Hadhrat Mirza Basheeruddin Mahmood Ahmadra Khalifatul Masih 2nd
(P.B), Pages-334, Code-H-30

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی معرکہ آراء کتاب دیباچہ تفسیر القرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و سوانح پر مشتمل حصہ کا ہندی ترجمہ ہے۔ موجودہ ایڈیشن اضافہ کے ساتھ 334 صفحات پر مشتمل دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ نظارت نشرو اشاعت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پوتّر جیون کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا پنجابی ترجمہ بھی اسی نام سے شائع ہوا ہے جس کا Code-P-8 ہے۔

Nishaan e Aasmani

by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, P.B, Pages-80

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب نشان آسمانی جس کا دوسرا نام شہادت الملہمین ہے جس میں آپ نے مجذوب گلاب شاہ اور شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی درج فرمائی ہے۔ جن سے حضور کے دعویٰ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کتاب کا ہندی ترجمہ پہلی بار 80 صفحات پر مشتمل شائع ہوا ہے۔

دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو علومِ ظاہری و باطنی میں غیر معمولی برتری عطا فرمائی

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ 1965ء کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی تھی جس کا ایک حصّہ جو سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے عظیم الشان کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل ہے جو افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اس پیشگوئی میں جو دوسری بات ہمیں مصلح موعود کے متعلق بتائی گئی ہے یہ ہے کہ "وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" اور یہ اس لئے کہ "تا دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" اور "تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں" ہم میں سے ہزاروں لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچی متابعت اور اس مطہر صحیفہ سے کامل محبت اور اخلاص کے فیض سے اس پاک وجود مصلح موعودؓ کی نظر اور فکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تمام فیوض کا سرچشمہ ہے ایک نور عطا ہوا جس سے علمِ الٰہی کے عجیب و غریب لطائف اور نکات جو کلام الٰہی اور کتاب مکنون میں پوشیدہ تھے اس پر کھلنے لگے اور دقیق معارف ابرنیساں کے رنگ میں اس پر برسنے لگے اور خدائے وہاب نے اپنی رحمانیت سے اس کے فکر اور نظر کو ایک ایسی برکت عطا کی کہ اُس کے آئینہ فکر و نظر پر کامل صداقتیں منکشف ہونے لگیں سو جو علوم و معارف اور دقائق و حقائق اور لطائف و نکات اور ادلّہ و براہین اُسے سوجھے اور جنہیں اس نے تفسیر کبیر اور اپنی دوسری کتب میں بیان کیا وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہیں کہ جو یقیناً خارقِ عادت ہے اور جس کا مقابلہ کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں کیونکہ تفسیر کا خارقِ عادت معجزہ اُس کی کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اسے غیبی تفہیم اور خدائے صمد اور قدوس کی تائید سے اس نے لکھا تھا اور یہی خوارق اس کا عالی منزلت اور حسن و احسان میں مسیح محمدی کا مثیل ہونا ثابت کرتے ہیں اور خدائی بشارات والٰہی تفہیم کے مطابق دین و دنیا کے علوم و نکات کے بیان میں وہ اپنے ہم عصروں سے اس قدر سبقت لے گیا کہ اس کی تقریروں کو سُن کر اور اس کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے اور پرائے اس اعتراف پر مجبور ہوئے کہ اس کے بیان کردہ علوم و معارف ایک دوسرے ہی عالم سے ہیں جن کا دنیوی تعلیم و تدریس سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جو تائیداتِ الٰہیہ کے خاص رنگ سے رنگین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیئت نے حضرت مصلح موعود کو علومِ ظاہری و باطنی میں جو برتری عطا کی تھی اور اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو قوتیں آپ کو بخشی گئیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت کرتا۔ 1917ء میں آپ نے تمام دنیا کو مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج دیا:

"میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے ...... کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آ کر مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ ...... ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جب کہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں اور یہی ...... کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اگر کسی کو شک وشبہ ہے تو آئے اور آزمائے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں۔ اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی تو وہ مقابلہ میں ضرور ان کی مدد اور تائید کرے گا۔ میں اُن کو چیلنج دیتا ہوں کہ مقابلہ پر آئیں تا کہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے اور کس کی دعا سنتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو مقابلہ کے لئے کھڑا کریں لیکن اس کے لئے یہ نہیں کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں۔ بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کے لئے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی"۔ (زندہ مذہب صفحہ 29)

1936ء میں آپ نے فرمایا:

"قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اُس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کر دوں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کر دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآنِ کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں"۔

(فضائل القرآن صفحہ 439)

1934ء میں آپ نے فرمایا:

"صرف یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہی یہ بات تھی بلکہ آپ آگے بھی یہ چیز دے گئے ہیں اور آپ کے طفیل مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو۔ قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارفِ قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا اور اگر کسی نے اسے منظور کرنے کا اعلان بھی کیا تو بے معنی شرائط سے مشروط کر کے ٹال دیا مثلاً یہ کہ بند کمرہ ہو۔ کوئی کتاب پاس نہ ہو۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر خیال ہے کہ میں پہلی کتب اور تفاسیر سے معارف نقل کر لوں گا تو وہی کتب تمہارے پاس بھی ہوں گی۔ تم بھی ایسا کر سکتے ہو۔ پھر میں اگر دوسری کتب سے نقل کروں گا تو خود اپنے ہاتھ سے اپنی ناکامی ثابت کر دوں گا کیونکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا لیکن مقابلہ کے وقت جب پرانی تفاسیر سے نقل کروں گا تو خود ہی میرے لئے شرمندگی اور ندامت کا موجب ہوگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہیں"۔

(الفضل 24/اپریل 1934ء)

پھر مارچ 1944ء میں آپ نے دنیا کو للکارا اور چیلنج کیا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مِل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کرسکوں یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پائے جاتے ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا"۔

(الفضل 18/فروری 1958ء)

پھر فرمایا:

"ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی۔ اس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اس لئے زندہ رکھا کہ اس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور ...... اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پہ سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور ...... کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خُدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک ...... پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے ...... میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ آواز ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے یہ مشیئت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیئت ہے یہ سچائی نہیں ٹلے گی۔ نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی اور ...... دنیا پر غالب آ کر رہے گا۔ مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اس طرح کُچل کر رکھ دے گا کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی۔ یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہو گا۔ جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مُرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف ...... اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گا"۔ (الموعود صفحہ 210 تا 214)

پھر آپ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ کی صفت علیم جس شان اور جس جاہ و جلال کے ساتھ میرے ذریعہ سے جلوہ گر ہوئی۔ اس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ میں وہ تھا جس کو کل کا بچہ کہا جاتا تھا، میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے۔ جو شخص ...... کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا، چاہے کوئی پیغامی ہو یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں جو کچھ بھرا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس مونہہ سے کر رہے ہو۔"

(خلافت راشدہ صفحہ 254-256)

خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ:

’’وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘

اس کے متعلق میں نے بہت سی تفصیلات جمع کی تھیں لیکن اس وقت میں صرف وہ نقشہ ہی پیش کرسکتا ہوں جو میں نے اس غرض کے لئے تیار کروایا ہے اور وہ یہ ہے:

1-تفسیر۔اِس سلسلہ میں حضور کی ایک کتاب تو تفسیر کبیر ہے جو خود اتنی عجیب تفسیر ہے کہ جس شخص نے بھی غور سے اس کے کسی ایک حصہ کو پڑھا ہوگا وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اگر دنیا میں کوئی خدارسیدہ بزرگ پیدا ہوتا اور وہ صرف یہ حصہ قرآن کریم کا تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیتا تو یہ اس کو دنیا کی نگاہ میں بزرگ ترین انسانوں میں سے ایک انسان بنانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس پر ہی بس نہیں۔قرآن کریم پر اور بہت سی کتب لکھیں اور میرا خیال ہے کہ حضور نے صرف قرآن کریم کی تفسیر پر ہی آٹھ دس ہزار صفحات لکھے ہیں۔تفسیر کبیر کی گیارہ مجلدات بھی ان میں شامل ہیں۔

2-کلام کے اوپر حضور نے دس کتب اور رسائل لکھے۔

3-روحانیات، اسلامی اخلاق اور اسلامی عقائد پر اکتیس کتب اور رسائل تحریر فرمائے۔

4-سیرت وسوانح پر تیرہ کتب و رسائل لکھے۔

5-تاریخ پر چار کتب و رسائل

6-فقہ پر تین کتب و رسائل

7-سیاسیات قبل از تقسیم ہند 25 کتب و رسائل

8-سیاسیات بعد از تقسیم ہند و قیام پاکستان 9 کتب و رسائل

9-سیاست کشمیر پندرہ کتب اور رسائل

10-تحریک احمدیت کے مخصوص مسائل و تحریکات پر ایک کم سو کتب و رسائل۔

ان سب کتب و رسائل کا مجموعہ 225 بنتا ہے تو جیسا کہ فرمایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ان پر ایک نظر ڈال لیں تو ان میں علوم ظاہری بھی نظر آتے ہیں اور علوم باطنی بھی نظر آتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ جب بھی آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ لکھا ہر شخص نے یہی کہا کہ اس سے بہتر نہیں لکھا جاسکتا۔ سیاست میں جب بھی آپ نے قیادت سنبھالی یا جب بھی آپ نے سیاست کے بارہ میں قائدانہ مشورے دیئے بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کی بے مثال قابلیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگیا۔غرض حضور کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے متعلق ایک بڑی تفصیل ہے جس کے ہزار ویں حصّہ میں بھی مَیں نہیں جاسکتا۔صرف ایک سرسری سی چیز آپ کے سامنے رکھ کر اس حصّہ کو ختم کرتا ہوں۔

پھر دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اقوام عالم پر ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ علوم و معارف جو اللہ تعالیٰ کی موہبت سے آپ کو عطا ہوئے ان کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیا جائے۔اگر خالی اردو میں ہی وہ علوم لکھے جاتے تو آپ کا دعویٰ بے معنے بن کر رہ جاتا کیونکہ غیر ممالک اور غیر اقوام اس سے فائدہ حاصل نہ کرسکتیں۔پس اگر اس مصلح موعود کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ تمام اقوام عالم پر ظاہر ہونا تھا تو اس کے ذریعہ ظاہر ہونے والے علوم و معارف کا ترجمہ تمام دنیا کی زبانوں یا دنیا کی ان زبانوں میں ہونا ضروری تھا جو دنیا کے اکثر حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تدبیر کی کہ دنیا کے بہت سے ممالک صرف دو تین قوموں کے سیاسی اقتدار کے نیچے آ گئے۔اس میں دنیا کے لئے ایک بڑا روحانی فائدہ مضمر تھا اور وہ فائدہ یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ مسیح محمدی کو بھیجے تو اشاعت اسلام کا کام آسان ہو جائے ورنہ مسیح محمدی کے زمانہ میں اس وقت تک آپ کا پیغام تمام دنیا میں نہیں پہنچ سکتا تھا جب تک دنیا کی ساری زبانوں میں اس کا ترجمہ نہ کیا جاتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت دنیا کی اقوام میں سے کچھ قومیں انگریزوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں، کچھ فرانسیسیوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں اور کچھ جرمنوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں۔ اس لئے ہم اسلام کا پیغام ان تین زبانوں کے ذریعہ اقوام عالم کی خاصی بڑی تعداد تک پہنچا سکتے ہیں۔اگر روسی اور چینی بھی شامل کر لئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ 80، 90 فیصدی آبادی کو ہمارا پیغام پہنچ جاتا ہے ورنہ ہمارے لئے بہت زیادہ جدو جہد اور کوشش اور قربانیوں اور مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ اللہ تعالیٰ کے سارے ہی کام حکمت سے پُر ہوتے ہیں۔اللہ اکبر۔

غرض یہ ضروری تھا کہ ان علوم و معارف کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کروایا جاتا چنانچہ اس کی طرف حضور نے خاص توجہ دی اور بڑی کوشش فرمائی۔سب سے ضروری کام تو قرآن کریم کے صحیح تراجم کا دنیا میں پھیلانا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضور نے جو کام شروع کروائے ان میں سے کچھ تو پورے ہو گئے ہیں اور کچھ پورے ہونے والے ہیں۔

انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن کریم جیسا کہ آپ جانتے ہیں شائع ہو چکا ہے۔اسی طرح انگریزی زبان میں تفسیر القرآن بھی شائع ہو چکی ہے۔جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔نیز سورہ کہف کی تفسیر بھی شائع ہو چکی ہے۔ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ڈینش زبان میں قرآن کریم کے پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔مشرقی افریقہ کے لئے سواحیلی زبان میں ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔لوگنڈی زبان میں قرآن کریم کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔مغربی افریقہ کے لئے مینڈی زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ کئی تراجم کئے جارہے ہیں۔فرانسیسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی ہو رہی ہے۔ ہسپانوی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی ہو رہی ہے۔اٹالین زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی ہو رہی ہے۔روسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ پرتگیزی زبان میں ترجمہ تیار ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ ڈینش زبان میں بقیہ تیئس پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ تیار ہے۔ طباعت کا انتظام کیا جارہا ہے۔ مشرقی افریقہ کے لئے ککویو زبان میں ترجمہ تیار ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ ککمبا زبان میں ترجمہ تیار ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔مغربی افریقہ کے لئے مینڈی زبان میں بقیہ 29 پاروں میں سے 20 پاروں کا ترجمہ ہو چکا ہے، 9 پاروں کا ترجمہ کروایا جارہا ہے۔انڈونیشین زبان میں دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہے۔ بقیہ زیر تکمیل ہے۔

تراجم قرآن کریم کے علاوہ بہت سی کتب کا حضور نے مختلف زبانوں میں ترجمہ کروایا اور ان کی اشاعت کروائی مثلاً احمدیت یعنی حقیقی اسلام، اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ، جن کتابوں کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کروایا گیا ہے ان کی فہرست بڑی لمبی ہے۔تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔غرض قرآن کریم کے علوم اور معارف جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے تھے ضروری تھا کہ ان کو کثرت سے دُنیا میں پھیلایا جاتا اور یہ کام ہو نہیں سکتا تھا جب تک کہ ان کے تراجم دوسری زبانوں میں نہ کرائے جاتے اور اس کام کو بڑی حد تک حضرت مصلح موعود نے پورا کیا اور بہت سا کام جو باقی ہے وہ انشاءاللہ اپنے وقت پر ہو جائے گا۔

پھر دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ بنی نوع انسان پر ظاہر کرنے کے لئے تمام دنیا میں مساجد کا ایک جال پھیلایا جانا ضروری تھا۔حضور نے اس کی طرف بھی خاص توجہ دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک کئی ممالک میں مساجد تعمیر کروائی جاچکی ہیں۔

مساجد کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ مساجد دینی علوم سیکھنے کے لئے درس گاہوں کا کام دیتی ہیں اور تربیت کے لئے مساجد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر مسجد کو اخلاص نیک نیتی اور اُسِّسَ علی التقویٰ مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ کے طور پر بنایا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اگر ایک نمازی بھی نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس قسم کی مساجد کے لئے نمازی پیدا کر دیتا ہے۔غرض مساجد انسانی معاشرہ کے اندر بڑا ضروری کردار ادا کرتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے اس طرف خاص توجہ دی اور آپ کے مبارک عہد میں جو مساجد تعمیر ہوئیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

امریکہ 3، انگلستان 1، سوئٹزرلینڈ 1، ہالینڈ 1، فلسطین 1، برما 2، ماریشس 6، انڈونیشیا 70، غانا 162، سیرالیون 30، نائیجریا 20، یوگنڈا 4، کینیا 3، ٹانگانیکا 2، جرمنی 2، شمالی بورنیو 3۔کُل 311۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر مساجد زیر تعمیر ہیں:

1- ٹمالے (غانا) 2- مساکا (یوگنڈا) 3- ٹانگا (تنزانیہ) 4- گیمبیا (جس کے گورنر جنرل جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں) 5-فری ٹاؤن (سیرالیون) 6- نائیجریا میں اس وقت پانچ مساجد زیر تعمیر ہیں۔ 7- ڈنمارک میں احمدی بہنوں کی کوشش اور چندہ سے ایک مسجد بنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کا انتظام کیا جارہا ہے۔

پھر دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اقوام عالم پر ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری تھا کہ ایسے مخلصین کا ایک گروہ تیار کیا جائے۔ جو نامساعد حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اکناف عالم میں پھیل جائیں اور ملک کے قریہ قریہ میں اسلام کی نورانی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔حضور کی توجہ سے 164 ایسے واقفین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں مندرجہ ذیل ممالک میں اسلام کی اشاعت کا فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی:

(1) انگلستان (2) فرانس (3) سوئٹزرلینڈ (4) ہالینڈ (5) سپین (6) ڈنمارک (7) سویڈن (8) ہنگری (9) سسلی (10) اٹلی (11) روس (12) جرمنی (13) انڈونیشیا (14) سنگاپور (15) ملائشیا (16) جزائر فجی (17) بورنیو (18) برما (19) ہانگ کانگ (20) ایران (21) جاپان (22) فلپائن (23) سیلون (24) شام (25) لبنان (26) عدن (27) ڈوبئی (28) فلسطین (29) اردن (30) مسقط (31) مصر (32) غانا (33) سیرالیون (34) ٹوگولینڈ (35) لائبیریا (36) آئیوری کوسٹ (37) نائیجریا (38) گیمبیا (39) کینیا (40) یوگنڈا (41) تنزانیہ (42) ماریشس (43) برٹش گی آنا (44) ٹرینی ڈاڈ (45) ڈچ گی آنا (46) ارجنٹائن۔

گویا حضور نے اپنے عہد مبارک میں 46 ملکوں میں اپنے مشن قائم کئے اور ان مشنوں نے جو کام کیا وہ اتنا زیادہ ہے کہ اسے مہینوں میں بھی بیان نہیں کیا جاسکتا۔

غیر ممالک میں ہماری جماعتیں بڑی ہی مخلص ہیں۔ ان کے ممبران نام کے احمدی یا مسلمان نہیں۔ بلکہ وہ توحید باری پر پختگی سے قائم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں سرشار ہیں۔ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے۔انہیں سچی خوابیں آتی ہیں اور ہر رنگ میں وہ روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔حضور کے وصال پر ان احباب کی طرف سے جو خطوط مجھے موصول ہوئے ہیں۔ان سے ان کے اخلاص کا علم ہوتا ہے۔ان خدا رسیدہ اور خدا کے جاں نثاروں میں سے ایک کا ایک خواب میں بطور نمونہ سناتا ہوں تا وہ دوستوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔وہ خدارسیدہ اور دین اسلام کا شیدائی ایک حبشی تھا، جس کا رنگ سیاہ اور ہونٹ لٹکے ہوئے تھے۔ دنیا کی مہذب قومیں اسے حقارت سے دیکھتی تھیں۔مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل خدا تعالیٰ کی نظر کرم اس پر پڑی اور وہ اس سے ہم کلام ہوا۔ یہ ہیں ہمارے دوست امری عبیدی۔اور ان کا انتخاب میں نے اس لئے بھی کیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ ہوا جوانی کی عمر میں فوت ہو گئے ہیں۔ یہ دوست احمدیت کے شیدائی اور فدائی تھے۔ربوہ میں کچھ عرصہ رہ کر گئے تھے۔ وہ خواب بین انسان تھے۔انہیں بڑی واضح اور سچی خوابیں خدا تعالیٰ نے دکھائیں۔ ایک دفعہ انہوں نے سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسٹر جولیس نریرے کرسی پر بیٹھے ہیں مجھے دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کرسی پر مجھے بٹھا دیا۔

کچھ عرصہ تک وہ اس خواب کی کوئی اور تعبیر سمجھتے رہے لیکن یہ خواب اس طرح پوری ہوئی کہ آزادی کے بعد جو **لیجسلیٹو** کونسل بنی۔اس کے افریقن ممبران کی ایک سوسائٹی تھی اور جولیس نریرے جو ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے پریذیڈنٹ ہونے کے باعث **لیجسلیٹو** کونسل کی افریقن پارٹی کے لیڈر تھے، اس سوسائٹی کے صدر تھے۔ دوسرے سال جب اس اجلاس میں مسٹر جولیس نریرے

موجود نہیں تھے۔ انہیں اطلاع بھجوائی گئی۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے شیخ امری عبیدی کو جو اس وقت **لیجسلیٹو** کونسل کے ممبر بن چکے تھے بازو سے پکڑا اور کرسی پر بٹھا دیا اور کہا یہ آپ کے چیئرمین ہیں۔ گویا خواب میں جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا خدا تعالیٰ نے اسے لفظ بلفظ پورا کر دیا اور یہ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا نتیجہ تھا۔ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اسلام کے گرویدہ ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ خالی دلائل کے ساتھ یہ اخلاص پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے قوت قدسیہ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے اس نور کی ضرورت تھی جو ربوہ میں بیٹھا تھا اور اس کی نورانی کرنیں ایک طرف افریقہ کے ممالک میں پہنچ رہی تھیں تو دوسری طرف یورپ اور امریکہ کے ممالک کو روشن کر رہی تھیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کچھ کہا تھا وہ لفظ بلفظ پورا ہوا کہ:

”وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا“۔

”وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی“۔

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بیرون ممالک میں قائم ہونے والی جماعتوں میں سے بعض اپنی قربانیوں میں تم سے کم نہیں۔ مثلاً انڈونیشیا کی جماعت کے چندہ دہندگان کی تعداد قریباً پاکستان کے چندہ دہندگان کے برابر ہوتی جارہی ہے۔ اسی طرح افریقن ممالک میں بڑی قربانی کرنے والی جماعتیں ہیں۔ وہ مالی قربانیاں بھی کرتی ہیں۔ وقت کی قربانیاں بھی کرتی ہیں اور عبادات میں وقت گزارنے والی ہیں۔ ان لوگوں کا نمونہ اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ جو سلوک ہے غیروں کو اسلام کی طرف کھینچنے والا اور جذب کرنے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

عہدِ زرّیں تھا لاجواب تیرا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[منظوم کلام مکرم عبدالمنان ناہید صاحب (مرحوم)]

یاد آئے گا تیرا حسن ہمیں　　تیرا احسان یاد آئے گا
ہر قدم پر تری محبت کا　　عہد و پیمان یاد آئے گا
رونقِ شامِ مجلسِ عرفاں　　درسِ قرآن یاد آئے گا
تیرے خطبات تیری تقریریں　　حُسنِ فرمان یاد آئے گا
آئے گا جب بھی کوئی شعلہ بیاں　　تُو میری جان یاد آئے گا
اس جمال و جلال کے صدقے　　تُو تو ہر آن یاد آئے گا

کٹ گیا دَور کامیاب تیرا
عہد زرّیں تھا لاجواب تیرا

میرے محبوب قوم شاہد ہے　　تیری رحمت کی تری شفقت کی
تُو نے ہر ایک پر عنایت کی　　تُو نے ہر ایک سے محبت کی
کرّۂ ارض کے کناروں تک　　تُو نے توحید کی اشاعت کی
یہ ثمر ہے تری ہی محنت کا　　ہے سلامت قبا خلافت کی
ہر قدم پر ترے خدا نے بھی　　کی حفاظت تری جماعت کی
تیری دن رات کی دُعاؤں کو　　مل گئی روشنی اجابت کی

ان دُعاؤں کو سُن لیا اُس نے
تیرے ناصر کو چُن لیا اُس نے

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

علمی وتربیتی موضوعات پر تقاریر۔ مختلف سرکاری وغیر سرکاری اہم شخصیات کی جلسہ میں شرکت۔ گزشتہ سالوں کی نسبت حاضری میں غیر معمولی اضافہ۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی پر جلسہ کی تشہیر۔ لاکھوں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

رپورٹ: فیصل Kiyemba۔ افسر جلسہ سالانہ یوگنڈا

محض اللہ کے فضل سے جلسہ سالانہ یوگنڈا کا افتتاح 9رجنوری 2014ء کو مکرم افضال احمد رء وف صاحب امیر جماعت یوگنڈا کے معائنہ انتظامات جلسہ کے ساتھ ہی ہو گیا تھا لیکن اس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز 10 جنوری 2014ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ہوا۔

مکرم امیر صاحب نے Br. Uthman Kiyinji منسٹر انچارج آف ریجنل کوآپریشن (جو احمدی ہیں) کے ہمراہ لوائے احمدیت لہرایا جس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ یوگنڈا کا 26واں جلسہ سالانہ شروع ہوا۔ امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر مشتمل اقتباسات پیش کئے جن میں اصلاحی امور کو مدّنظر رکھا گیا تھا۔ اس موقع پر اسپیکر آف پارلیمنٹ Hon. Rebieca Kadaga نے بھی ایڈریس کیا جس میں جماعت احمدیہ کے انسانی فلاح و بہبود کے لئے یوگنڈا اور بیرونی دنیا میں کی جانے والی کوششوں کو سراہا۔

اس کے بعد ایک تقریر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ امن کے سفیر“ کے عنوان پر انگریزی میں ہوئی جو پہلے دن کی اختتامی تقریر تھی۔ اس کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔

دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس کے بعد نماز فجر اور درس قرآن کریم ہوا۔ ناشتہ کے بعد احباب جلسہ گاہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ دوسرے دن کا سیشن مکرم مولانا محمد علی کائرے صاحب (نائب امیر) کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں ”قرآنی تعلیمات کا حسن“ اور ”برکات خلافت“ جیسے عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

دوسرے روز نماز ظہر و عصر سے پہلے جب امیر صاحب نماز پڑھانے لگے تو آسمان پہ گھرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اس موقع پر امیر صاحب نے احباب کو خاص طور پر دعا کی طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے موسم کو خوشگوار کر دے۔ اس کے بعد آسمان پر بادل چھٹ گئے اور دن خوب روشن ہو گیا۔ اس بات کا جلسہ میں شامل بعض غیراز جماعت پر غیر معمولی اثر ہوا۔

نمازوں کے بعد تیسرے سیشن کا آغاز مولانا بکری عبیدی صاحب (جو جماعت احمدیہ تنزانیہ سے بطور مہمان مبلغ تشریف لائے تھے) کی صدارت میں ہوا۔ انہوں نے اس موقع پر قصیدہ بھی پڑھ کر سنایا۔

اس سیشن میں جن موضوعات پر تقاریر ہوئیں وہ درج ذیل ہیں: مالی قربانی کی اہمیت۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت۔ نماز کی اہمیت۔

12 جنوری بروز اتوار چوتھے اور آخری سیشن کا آغاز صبح دس بجے ہوا جس کی صدارت محترم امیر صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں ”اسلام میں عورت کا مقام“ پر خصوصی تقریر ہوئی۔ اس کے بعد امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی جس میں تقویٰ کے حصول پر نصائح پیش کیں۔ اس کے بعد امیر صاحب نے شاملین کی حاضری کا اعلان بھی کیا جو چار ہزار تھی اور پچھلے سال کے مقابلہ میں زیادہ تھی۔

اس سیشن میں بعض اہم سرکاری مہمان بھی شامل ہوئے جن میں

1. Hon. Muluuli Mukasa Wilson - Minister in Charge of Security.

2. Mr. Jotham Tumwebaze - The Director in charge of Security (Office of the President).

3. Mr. Muhammad Sadiq Mayanja - Senior Presidential advisor in charge of Resident District Commissioners.

4. Hon. Martin Mazaale - Member of Parliament for Buzaaya County.

شامل تھے۔ امیر صاحب نے سب مہمانان کو خوش آمدید کہا اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خصوصاً سیکورٹی منسٹر کا تعارف جلسہ کی انتظامیہ سے بھی کروایا گیا۔

سب مہمانان نے جماعتی انتظامات کو بھی سراہا اور جماعتی کوششوں، جو امن کے قیام کے لئے ہمیشہ سے جاری ہیں، کا اعتراف کیا۔ نیشنل ’بلڈ بینک‘ کے تعاون سے جلسہ کے موقع پر ’بلڈ ڈونیشن‘ کی خدمت بھی جاری رہی۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر میڈیا اور پبلیکیشنز ڈیپارٹمنٹ نے بھی اپنی ذمہ داری کو باحسن انجام دیا۔ جنہوں نے اخبارات، ٹی وی اور ریڈیو کو جلسہ کی نشریات اور رپورٹنگ کے لئے مدعو کیا اور اُن کی مدد بھی کی۔

ریڈیو پر Jinja, Mbale اور Iganga جلسہ کی تمام نشریات سنائی گئیں۔ کمپالا میں دو ریڈیو اسٹیشن (ریڈیو Simba اور CBS FM) پر تین بار اعلانات کروائے گئے۔

UBC TV کے نمائندے نے آدھے گھنٹے کا پروگرام ریکارڈ کیا جو 24 جنوری کو نشر ہونا تھا۔

اخبارات New Vision اور Daily Moniter سے بھی رپورٹرز آئے تھے جنہوں نے جلسہ کی رپورٹنگ کی اور امیر صاحب کے انٹرویو کئے جو تصاویر کے ساتھ شائع ہوئے۔

New Vision نے اپنی 13 اور 15 جنوری کی اشاعت میں آرٹیکل شائع کئے جو 4 ملین لوگوں تک پہنچا۔ 17 جنوری کو بھی انہوں نے ایک آرٹیکل شائع کیا جس کا عنوان تھا "Islam is a Religion of Peace, says Minister"۔

Daily Moniter کی 14 جنوری کی اشاعت میں ایک مضمون شائع ہوا جو ساڑھے تین ملین لوگوں تک پہنچا۔ اس کے علاوہ جماعتی لوگوں کے علاوہ مہمانان جو شامل ہوئے انہوں نے جماعتی کوششوں کو سراہا۔ اور سامعین وقارئین جنہوں نے اخبارات یا میڈیا کے ذریعہ سنا اور پڑھا اُن کے حوصلہ افزا پیغامات موصول ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں

انبیاء سابقہ اور صلحاء اُمّت کی بشارات

تحریر: مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔ ربوہ

خدا تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے سے آئندہ زمانے میں آنے والے انبیاء صلحاء اور دوسرے رُوحانی وجودوں کی خبر دیتا ہے۔ خدا کے یہ برگزیدہ بندے اس علیم وخبیر ہستی سے اطلاع پا کر بعد میں ظاہر ہونے والی روحانی شخصیات کی وہ خاص صفات اور نشانیاں بیان کرتے ہیں جن سے ان رُوحانی وجودوں کے ہم عصر لوگ ان کی شناخت کر سکتے ہیں۔ ان روحانی وجودوں کے ظہور کی قبل از وقت خبر دینے کا خدائی طریق یہ معلوم ہوتا ہے کہ موعود نبی، مامور یا مصلح کی شخصیت جتنی عظیم، مقتدر اور ہمہ گیر ہو گی اتنی ہی کثرت سے اس کے متعلق قدیم نوشتوں میں پیشگوئیاں کی گئی ہوں گی۔ اگر کسی مامور کا زمانۂ ماموریت محدود اور مختصر ہے اور اس کا حلقہ اثر کسی خاص قوم تک محدود ہے تو اس کے بارے میں اس کثرت سے ذکر نہیں ہوگا جس کثرت سے کسی ایسے مامور کی خبر دی جائے گی جس کی شخصیت اپنی قوت قدسی، روحانی تاثیر اور اثر وجذب کے اعتبار سے ایک لمبے زمانے اور ایک بڑے حلقے کے لئے فیض رساں بنائی گئی ہو۔ گویا قدیم نوشتوں میں کسی خاص رُوحانی شخصیت کے بارے میں کثرت اور تکرار کے ساتھ خبروں کا پایا جانا اس خاص وجود کی عظمت اور عالم روحانی میں اس کی بلندیٔ مرتبہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جس کثرت اور تکرار اور تواتر کے ساتھ حضرت خاتم النبیین، سرور کونین، سیّد الانبیاء والاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر آپ کی بعثت سے قبل کے تمام انبیاء اور صلحاء اور اولیاء نے دی ہے اس کثرت اور تکرار کے ساتھ کسی اور روحانی وجود کی خبر نہیں دی گئی۔ یہ کثرت اور تکرار آپ کے اس بلند مرتبہ روحانی مقام کی طرف اشارہ کرتی ہے جس پر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو فائز فرمایا ہے اور جس سے آگے بڑھنا ابن آدم کے لئے مقدر نہیں۔

اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی جسے مذہبی نوشتوں میں آخری زمانے کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ایک نبی کے ظہور کی خبر تمام سابقہ انبیاء کرام وصلحاء عظام دیتے آئے ہیں۔ آج ہر قوم اور ہر مذہب کے پیرو ایک موعود کے انتظار میں چشم براہ ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ زمانہ کرشن کے دوبارہ ظہور کا ہے، یہودی ایلیا اور عیسائی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور مہدی کی بعثت کا انتظار کر رہے ہیں۔

انتظار اور امید کی یہ کیفیت ان پیش خبریوں کے زیر اثر پیدا ہوئی ہے جو ان اقوام کے بزرگ مامورین نے اپنے پیروؤں کو آخری زمانے کے ایک مامور کے متعلق دی تھیں اور جس کے قبول کر لینے کی ہدایت کی تھی۔ دراصل یہ تمام خبریں ایک ہی روحانی وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس کو اس زمانے کی اصلاح اور مذہب کے احیاء کے لئے خدا کی طرف سے ماموریت کی خلعت پہنائی جانی مقدر تھی۔ اس مامور کے متعلق اس کثرت سے خدائی نوشتوں میں خبروں کے پائے جانے کی وجہ اس موعود کی عظمت اور اس کے رُوحانی مرتبہ کی بلندی ہے۔ چونکہ اس موعود نے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور آپؐ کی متابعت میں آپؐ کی نیابت کے لئے تمام انبیاء سابقہ کی جملہ صفات سے متصف ہو کر اور خود ان سب کے لباس میں ملبوس اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر آنا تھا اس لئے خدائی سنت کے مطابق اس کے ظہور کی خبر بھی ابتداء سے ہی تمام رُوحانی وجودوں کی طرف سے دی جاتی رہی ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ زمانہ حاضرہ کے لئے قدیم کتب مقدسہ میں پائی جانے والی ان پیشگوئیوں کے مصداق اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات بابرکات ہے۔ جن کا نزول ہندوؤں کے لئے بطور کرشن یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے بطور مسیح اور مسلمانوں کے لئے بطور مسیح و مہدی ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس موعود نبی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جہاں اور بہت سے نشانات اور معجزات آپ کی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں وہاں ایک نشان جو خاص شان اور اہمیت کا حامل ہے وہ اس مسیح کی اولاد کے بارے میں بشارات ہیں۔ چنانچہ جہاں قدیم نوشتوں میں اس موعود نبی کی بعثت کی خبریں دی گئی ہیں۔ وہاں ان صحف سابقہ میں اس کی اولاد کے بارے میں بھی خاص خبر دی گئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کی اولاد میں ایک ایسے شخص کی پیدائش کی خبر ملتی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت اس موعود کی تائید اور اس کے جاری کردہ سلسلہ کی خدمت اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دین کی احیاء اور اصلاح خلق کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتا رہے گا۔ جیسا کہ ان صفحات کے مطالعہ سے ثابت ہو جائے گا مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام کے یہ خاص فرزند جن کے لئے انبیائے سابقہ اور اولیائے امت اپنے اپنے وقت میں پیشگوئی فرماتے رہے ہیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔

خدائی بشارات کے سلسلے میں ایک بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اس کی طرف سے صرف اس صورت میں کسی مامور کو اولاد کی بشارت دی جاتی ہے۔ جب اس موعود اولاد کا نیک اور صالح ہونا مقدر ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’اِنَّ اللّٰہَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَآءَ وَالْاَوْلِیَآءَ اِلَّا اِذَا قُدِّرَ تَوْلِیْدُ الصَّالِحِیْنَ‘‘۔

کہ ’’خدا تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت صرف اسی صورت میں دیتا ہے جب نیک اور صالح اولاد کی ولادت مقدر ہو‘‘۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 578 حاشیہ)

پس انبیائے کرام اور صلحائے سابقین کی زبان مبارک سے اس زمانے کے موعود کے ایک لڑکے کی پیدائش کی صرف خبر دینا ہی اپنی ذات میں اس بات کی ضمانت ہے کہ اس لڑکے کا غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہونا اور عالم روحانی میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہونا مقدر تھا لیکن یہ ایک عجیب امر ہے کہ ان قدیم نوشتوں میں نہ صرف یہ کہ اس موعود بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے بلکہ اس کی مختلف النوع صلاحیتوں اور قابلیتوں کا ایک نقشہ بھی کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے اور ان عظیم روحانی انقلابات کا ذکر بھی ان پیشگوئیوں میں پایا جاتا ہے جو اس عظیم المرتبہ مصلح کے ذریعے اس زمانے میں رونما ہونے تھے۔

1- اس موعود فرزند کے متعلق حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے علاوہ جن کا ذکر بعد میں آئے گا قدیم روحانی صحیفوں میں بھی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی بنیادی کتاب طالمود میں لکھا ہے:

ترجمہ: ’’یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 کی آیت 4 کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے وہ ماندنہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا۔ جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کر لے‘‘۔

(طالمود مرتبہ جوزف برکلے باب پنجم صفحہ 37 مطبوعہ لندن 1878ء)

2- بائبل کی دوسری پیشگوئی جس میں المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی گئی ہے انجیل متی میں مذکور ہے۔ جہاں آخری زمانے کی نشانیاں اور مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے موقع پر واقعہ ہونے والے آسمانی انقلابات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے:

’’اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لے کر دولہا کے استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بے وقوف اور پانچ عقل مند تھیں۔ جو بے وقوف تھیں انہوں نے اپنی مشعلیں تو لے لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کُپیوں میں تیل بھی لیا اور جب دُولہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگیں اور سو گئیں۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دُولہا آ گیا! اس کے استقبال کو نکلو۔ اس وقت وہ سب کنواریاں اٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے لگیں اور بے وقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دے دو۔ کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں۔ عقلمندوں نے جواب دیا کہ شاید ہمارے تمہارے دونوں کے لئے کافی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جا کر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب یہ مول لینے جا رہی تھیں تو دولہا آ پہنچا اور جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہو گیا۔ پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند! اے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے۔ اس نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں جانتا‘‘۔

(انجیل متی باب 25 آیت 1 تا 13)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ مصلح موعود منعقدہ ہوشیار پور بتاریخ 20 رفروری 1944ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اپنی ایک رؤیا بیان کی جو حضور نے اسی سال 5، 6 رجنوری کی درمیانی رات کو دیکھی تھی۔ حضور فرماتے ہیں:

’’مَیں نے ان سے کہا مَیں وہی ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ یہ دراصل انجیل کی ایک پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو بعض قومیں مجھ پر ایمان لائیں گی اور بعض انکار کر دیں گی......۔

’’اس تمثیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ’’جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو کچھ قومیں جو ہوشیار ہوں گی وہ مجھے مان لیں گی لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔ پس اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رؤیاء کی حالت میں مَیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ مَیں ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں انتظار کر رہی تھیں تو کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں اور جو کنارۂ سمندر پر بیٹھی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان الفاظ کے سُنتے ہی دوڑتے ہوئے میری طرف آئیں اور انہوں نے میرے اردگرد گھیرا ڈال لیا اور کہا۔ ہاں ہاں تم سچ کہتے ہو۔ ہم انیس سو سال سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں‘‘۔

پھر اسی تقریر میں حضور فرماتے ہیں:

’’میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ وتصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رویاء بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے......اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں‘‘۔

(الفضل مصلح موعود......نمبر مورخہ 19 رفروری 1956ء صفحہ 10)

3- بائبل کی ان پیشگوئیوں کے بعد ہم زرتشت علیہ السلام (جو مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل ایران میں گذرے ہیں) کی بڑی واضح پیشگوئی درج کرتے ہیں۔ یہ پیشگوئی زرتشتی مذہب کے صحیفہ دساتیر میں دین زرتشت کے مجدّد ساسان اوّل نے تحریر کی ہے۔ اس پیشگوئی میں زرتشت علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دیتے ہیں۔ نیز ایک فارسی الاصل نبی کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے آپ کی اولاد میں خلافت وپیشوائی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے۔ جس کو زرتشتی اصحاب نے فارسی میں یوں ڈھالا ہے۔

’’چوں چنیں کارہا کنند از تازیان مردی پیدا شود......
کہ از پیروان او دیہیم وتخت وکشور وآئین ہمہ برافتد......
وشوند سرکشان زیر دستاں......بینید بجائے پیکرگاہ وآتشکدہ
خانہ آباد بے پیکر شدہ نماز بُردن......
و باز ستانند جائے آتشکدہ ہائے مدائن وگرد ہائے
آں وتوس وبلخ وجاہائے بزرگ ...... آئین گرا ایشاں
مردے باشد سخنور وسخن او درہم پیچیدہ......
چون ہزار سال تازی آئین را گذرد چناں شود
آئین از جدائی ہا کہ اگر با آئین گر نمائیند نداندش ......پس
افتند درہم ......وکنند خاک پرستی درو روز بروز جدائی ودشمنی در
آنہا افزوں شود......پس یابید شا خوبی ازیں ......واگر ماند
یکدم از مہین حرج انگیزم از کسانِ تو کسے وآئین وآب بنو
رسانم......وپیغمبری وپیشوائی از فرزندانِ تو برنگیرم‘‘۔

ترجمہ: جب (ایرانی) ایسے کام کریں گے تو عربوں میں ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے ایران کا تاج وتخت، سلطنت اور قانون سب درہم برہم ہو جائے گا اور سرکش مغلوب ہو جائیں گے اور وہ بتکدہ یا آتشکدہ کے بجائے خانہ آباد کو بتوں سے پاک کر کے اس کی طرف نماز پڑھیں گے اور اس کو اپنا قبلہ بنائیں گے۔

اور وہ (نبی عربیؐ کے پیرو) آتشکدوں کی جگہوں پر اور مدائن اور اس کے نواحی علاقے اور توس وبلخ اور ان کے مقاماتِ مقدسہ پر قبضہ کر لیں گے اور وہ شارع بہت سخنور ہو گا اور اس کا کلام پیچیدہ۔

پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر اسے خود شارع کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اُسے پہچان نہ سکے گا......اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے ......جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں میں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا۔ جو تیری گمشدہ عزت و

آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ اور پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا''۔

مندرجہ بالا پیش گوئی کے آخری فقرہ کہ ''پیغمبری و پیشوائی فرزندان تو برنگیرم'' میں یہ اشارہ ہے کہ آخری زمانے کا موعود جب آئے گا تو اس کی اولاد اس کی جانشین ہوگی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتدا وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعے سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں''۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 452 حاشیہ)

4- ان تمام پیشگوئیوں سے زیادہ اہم وہ پیشگوئیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانی اور اس کی موعود اولاد کے بارے میں ملتی ہیں۔ ان میں بڑی وضاحت کے ساتھ آخری زمانے میں مسیح کے آنے اور اس کو خدا کی طرف سے مبارک طیّب اولاد دیئے جانے کا ذکر ہے۔

احادیث نبویؐ کے مستند اور صحیح ترین مجموعہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

''کُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَ فِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ''۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ جمعہ۔ زیر آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم)

ترجمہ: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور اس میں یہ آیت بھی تھی وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میں نے آپؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہوں گے۔ حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تین بار دریافت کیا۔ پھر کہتے ہیں: اور ہم میں سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ حضورؐ نے سلمان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ''اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو ان میں سے ایک شخص یا چند اشخاص اسے پا لیں گے''۔

امّتِ محمدیہ کے اکثر علماء نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ آخری زمانے میں اسلام کے احیاء کے لئے مسیح کا آنا مقدر ہے۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس مسیح کے مشن کی تکمیل اور اس کے مذہب کی اشاعت کے لئے خدا تعالیٰ اس کے خاندان اور اولاد میں سے بعض اور وجود بھی کھڑے کرے گا جو اس کے نقش قدم پر چل کر اس کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

5- مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

''يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ''۔

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ 480، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی''۔

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ فَفِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ يُعْطِيْهِ وَلَدًا صَالِحًا يُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا يَأْبَاهُ وَيَكُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُكْرَمِيْنَ''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 578 حاشیہ)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا''۔

ایک اور مقام پر اسی پیشگوئی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا ان کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین ...... کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 325)

6- جس طرح خدا تعالیٰ نے قدیم انبیاء کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زمانے کے مامور اور اس کے موعود فرزند کے بارے میں خبر دی تھی۔ اسی طرح امّت محمدیہ کے مجددین اور علماء کو بھی اس مامور کی آمد اور اس کے عظیم فرزند کی خبر دی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ روضہ قیومیہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کشف کا ذکر ہے:

''ایک دن حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی کسی جنگل میں مراقبہ فرمائے ہوئے بیٹھے تھے۔ ناگہاں آسمان سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا۔ جس سے تمام عالم نورانی ہوگیا۔ یہ نور ساعۃً فساعۃً بڑھتا گیا اور روشن ہوتا گیا۔ اس سے امت مرحومہ کے اولین و آخرین اولیاء نے روشنی حاصل کی۔ حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کس صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ القاء ہوا کہ اس نور کا صاحب تمام اُمت کے اولیاء اولین و آخرین سے افضل تر ہے۔ پانسو سال بعد ظہور فرما ہو کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا۔ جو اس کی صحبت سے فیضیاب ہوگا۔ وہ سعادت مند ہوگا۔ اس کے فرزند اور خلیفہ بارگاہ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں''۔

(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ 32)

7- اسی طرح حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی نے بھی اس آخری زمانے کے مامور کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ امت مسلمہ کے مشہور صاحب کشف و الہام بزرگ گزرے ہیں۔ چنانچہ آپ کے درجات اور مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ''اربعین فی احوال المھدیین'' میں تحریر ہے:

''نعمت اللہ ولی کہ مرد صاحبِ باطن واز اولیائے کامل در ہندوستان مشہور اند۔ وطن او شان اطراف دہلی است۔ زمانہ شان پانصد و شصت ہجری۔ از دیوانِ او شان معلوم مے شود''۔ (اربعین فی احوال المھدیین۔ المرقوم 25 محرم الحرام 1268ھ مصری گنج کلکتہ)

''کہ نعمت اللہ ولی جو مرد صاحب باطن بزرگ تھے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ آپ کا وطن دہلی کے مضافات میں تھا۔ آپ کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ 560 ہجری کے قریب ہوئے ہیں''۔

آپ نے آخری زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی منظوم کلام میں فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

قدرت کردگار مے بینم ...... حالت روزگار مے بینم

از نجوم ایں سخن نمی گویم ...... بلکہ از کردگار مے بینم

''یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر محض خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے''۔

غین رے سال چوں گزشت از سال
بوالعجب کاروبار مے بینم

''یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی''۔

گرد رآئینہ ضمیر جہاں ...... گرد و زنگ و غبار مے بینم

''یعنی تیرھویں صدی سے دنیا سے صلاح و تقویٰ اٹھ جائے گی۔ فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی''۔

ظلمت ظلم ظالمانِ دیار ...... بے حد و بے شمار مے بینم

''یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا اور حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک دوسرے شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہوں گے جو عدل پر قائم رہیں''۔

جنگ و آشوب و فتنہ بیداد ...... درمیان و کنار مے بینم

''یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا''۔

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم ...... خواجہ را بندہ وار مے بینم

''یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا''۔

سکہ نو زنند بر رخ زر ...... در ہمیش کم عیار مے بینم

''یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا۔ جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں ظہور میں آجائے گا''۔

بعض اشجار بوستان جہان ...... بے بہار و ثمار مے بینم

''یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے''۔

غم مخور زانکہ من دریں تشویش ...... خرمی وصل یار مے بینم

''یعنی اس تشویش اور فتنے کے زمانے میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصل یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا''۔

چوں زمستان بے چمن بگذشت ...... شمس خوش بہار مے بینم

''یعنی جب کہ زمستان بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گذر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا۔ یعنی مجدد وقت کا ظہور ہوگا''۔

دور او چوں شود تمام بکام ...... پسرش یادگار مے بینم

''یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا''۔

ان اشعار میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ظہور سے قبل کے انقلابات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پھر مسیح موعود کے زمانے اور نام کی تعیین کی گئی ہے۔

اح م دے خوانم ...... نام آں نامدار مے بینم

اور واضح طور پر پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کے بعد اس کا ایک خاص بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

دور او چوں شود تمام بکام ...... پسرش یادگار مے بینم

کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اسی کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے''۔

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 373)

8- آٹھویں پیشگوئی حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی ہے۔ آپ پانچویں صدی ہجری میں بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے اپنی نظم میں آخری زمانے میں نمودار ہونے والے انقلابات کا ذکر کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے موعود فرزند کی پیدائش کی خبر دی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

رَئیتُ من الاسرار عجیب حال
واسباب سیظھر ھا مَقال

ویظھرنی السّماء عظیم نجمٍ
لہ زنب کمثل الریح العالی

فتلک دلائل الافرنج حقًا
ستملک السواحل والقلال

فتلک دلائل المھدی حقًا
سیملک للبلاد بلامحال

ویحضرا لغیب راحتہ
وَتانَسہ الوحوش من الجبال

ویاتی بالبراھین اللّواتی
بسلمۃ البریۃ بالکمال

ومحمود سیظھر بعد ھذا
ویملک الشام بلا قتال

تطیعُ لہٗ حصون الشام جمعاً
وینفق مالہٗ فی کلّ حال

میں نے اسرار سے عجیب حالات و اسباب مطالعہ کئے ہیں جن کو میں اپنے اس کلام میں ظاہر کرتا ہوں۔ آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ظاہر ہوگا جس کی دم ہوا کی طرح بلند ہوگی۔ یہ نشان فرنگیوں کے غلبہ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ جو اس زمانے میں دریاؤں کے ساحلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک کے مالک ہو جائیں گے اور یہ علامات اس بات کی دلیل ہوں گی کہ مہدی کا ظہور ہوگیا ہے۔ وہ تمام شہروں کا مالک ہو جائے گا۔ پہاڑوں میں رہنے والے وحشی اس سے محبت رکھیں گے اور شہروں کے باشندے اس کی اطاعت قبول کریں گے۔ وہ کفر اور ضلالت کو دنیا سے نابود کر دے گا اور اپنے ساتھ ایسے زبردست دلائل اور براہین لے کر آئے گا کہ ان لوگوں کے کمال کا اعتراف کرنا پڑے گا''۔

اور پھر

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

ومحمود سیظہر بعد ھذا
ویملک الشام بلا قتال

تطیعُ لہٗ حصون الشام جمعاً
وینفق مالہٗ فی کلّ حال

’’اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا جو ملک شام کو بغیر جنگ کے فتح کرے گا۔شام کے قلعے اس کی اطاعت قبول کریں گے اور وہ اپنے مال کو بے حساب اور ہر حالت میں خرچ کرتا رہے گا‘‘۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس عظیم فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ ’’محمود‘‘۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی پیشگوئی کے آخری دو اشعار میں شام کی فتح کا تذکرہ ہے۔اس پیشگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضرت سیّدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے دس سال بعد 1924ء میں شام جانے ، وہاں کے علماء کو پیغام حق پہنچانے اور وہاں مشن کھولنے کی توفیق ملی۔ اس امر کی تائید کہ حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی اس پیشگوئی کی مندرجہ بالا تشریح درست ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’وَقَدْ اُشِیْرَ فِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ وَالدَّجَّالَ الْمَعْھُوْدَ یَظْھَرَانِ فِیْ بَعْضِ الْبِلَادِ الشَّرْقِیَّۃِ یَعْنِی فِیْ مُلْکِ الْھِنْدِ ثُمَّ یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِیْفَۃٌ مِنْ خُلَفَآئِہٖ اِلٰی اَرْضِ دِمَشْق‘‘۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 225)

کہ ’’بعض احادیث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسیح موعود اور دجال معہود کسی مشرقی ملک میں ظاہر ہوں گے۔ پھر مسیح موعود یا ان کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرتا ہوا جائے گا‘‘۔

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ۔حضرت مصلح موعودؓ نمبر مئی جون جولائی 2009ء)

☆......☆......☆......☆

بقیہ: خطبات نکاح از صفحہ 20

بقیہ: خطبات نکاح از صفحہ 20

عبد القدوس صاحب کا ہے، جو عزیزم کنول احمد ابن مکرم مشتاق احمد صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نکاح شادی لڑکے اور لڑکی کا ایک ایسا معاہدہ ہے جو اس وعدے کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس عہد کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ ہم زندگی بھر ساتھ نبھائیں گے۔لیکن بدقسمتی سے بعض ایسے رشتے بھی ہوتے ہیں جو رستے میں ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔اور ان کی وجہ صرف یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کی طرف سے بھی اور خاندانوں کی طرف سے بھی قول سدید سے کام نہیں لیا جاتا۔اللہ تعالیٰ نے اسی لئے قول سدید پر زور دیا ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات جو نکاح کے لئے مقرر فرمائیں ان میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ سچائی سے کام لو۔ ایسے قول سے کام لو جس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو۔سیدھی اور کھری بات ہو۔ یہ نہیں کہ ایک بات کہہ دی کہ میں نے تو سچ کہا تھا لیکن اس میں دو پہلو ہوں، دو مطلب نکل سکتے ہوں۔پس جب اس سوچ کے ساتھ نکاح اور شادیاں ہوں گی، رشتے جڑیں گے، خاندان لڑکی کو پسند کریں گے، لڑکا لڑکی کو پسند کرے گا، لڑکی لڑکے کے ساتھ رشتے پر تیار ہوگی۔لڑکی کے ماں باپ لڑکے اور اس کے خاندان کو اچھی طرح جانتے ہوئے اس رشتے پر راضی ہوں گے تو تب ہی یہ رشتے نبھ سکتے ہیں۔اور وہ قول سدید کے بغیر، سچی بات کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ شادی بیاہ بے شک ایک دنیاوی رشتہ کی تقریب ہے جس سے اگلی نسلیں بھی پیدا ہونی ہیں لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے، اس کو گواہ بناتے ہوئے سچائی سے تمام باتیں ایک دوسرے پہ ظاہر کرنی چاہئیں اور آئندہ کی زندگی میں بھی سچائی سے کام لینا چاہئے، ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ کسی قسم کی بداعتمادی نہیں ہونی چاہئے۔

پس اس سچائی کے پہلو کو اگر ہمارے نوجوان جن کے رشتے خراب ہوتے ہیں یا وہ خاندان جن کے خاندانوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، اپنے سامنے رکھیں اور ہمیشہ قول سدید سے کام لیں تو کبھی بدمزگیاں پیدا نہ ہوں۔اللہ کرے کہ یہ دونوں رشتے جو آج طے ہو رہے ہیں یہ اس بات کو سامنے رکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: ان میں سے ایک نکاح جو ہے وہ میرے عزیزوں کا ہے۔عزیزہ نصرت جہاں زارا، مرزا خالد تسلیم احمد کی بیٹی ہیں، جو حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے بیٹے اور حضرت مصلح موعودؓ کے پوتے ہیں۔اور عزیزہ زارا کی والدہ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔اس لحاظ سے بچی دونوں طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے منسلک ہے۔ اسی طرح عطاء الہادی جو ہے اس کی والدہ مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ بھی پڑپوتا ہوا۔اللہ کرے کہ یہ دونوں لڑکا اور لڑکی اپنے خاندان کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے والے ہوں۔اس پہلو کو سمجھنے والے ہوں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں آئے اور آپ نے اپنے بچوں کے لئے ہمیشہ یہ دعا کی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ خلاصہ ان دعاؤں کا یہی بنتا ہے۔اللہ کرے یہ بچے بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور آئندہ نسلیں بھی اس پہلو کو اپنے سامنے رکھنے والی ہوں۔

اسی طرح دوسرا نکاح جو ہے وہ بھی لڑکا اور لڑکی دونوں وقف نو میں شامل ہیں۔ اور ان پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وقف نو ہوتے ہوئے جب انہوں نے بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اپنے اس عہد کی تجدید کی ہے، اسے renew کیا ہے تو پھر اسے حقیقی روح سے نبھانا ہے۔ایک وقف کی روح اپنے دل میں پیدا کرنی ہے۔ اور اب جماعت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اور خالصۃً جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت اور ہمہ وقت تیار رہنا ہے۔اور وقف نو کے بچوں کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگ گیا، وقف نو کا ایک اعزاز مل گیا اور جب پڑھائی مکمل کی تو اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دنیا داری میں پڑ گئے۔ دین کو بھول گئے۔ یہ قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ وقف نو کو ہمیشہ یہ اپنے پیش نظر رکھنا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور چاہے جتنی مرضی تعلیم حاصل کر لیں لیکن تعلیم مکمل کرنے کے بعد دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اگر جماعت کہے کہ اپنا کام کرو تو پھر اس صورت میں بھی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جتنا وقت میسر آئے زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے دیا جائے۔ اللہ کرے کہ یہ سوچ ہمارے واقفین نَو میں ہمیشہ قائم رہے تا کہ ہمیشہ دین کے خادم ہر میدان میں اور ہر جگہ ہمیں میسر آتے رہیں۔ ان الفاظ کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

❁......❁......❁......❁

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **22 فروری 2012ء** بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ حمودہ عارف بنت مکرم جرار عارف صاحب لنڈن کا عزیزم سید جنید انور ابن مکرم سید علی انور صاحب کینیڈا کے ساتھ دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حمودہ عارف واقفۂ نو بچی ہے۔ جرار عارف صاحب originally بنگال سے تعلق رکھنے والے ہیں لیکن شادی ان کی پنجاب میں ہوئی۔ تو یہ پنجابی اور بنگالی دو قوموں کا ملاپ تھا جس سے یہ آگے نسل چل رہی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے اور ان کے بچوں کی تربیت سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اچھا نبھانے والا، ایک تعلق رکھنے والا، ایک دوسرے کا بڑا خیال رکھنے والا جوڑا تھا۔ اور یہی چیز ہے جو ہمیشہ رشتوں میں قائم رکھنی چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ کون کس قوم سے تعلق رکھتا ہے، کس کی کیا ذات ہے، کس کا کیا قبیلہ ہے، کوئی سیّد ہے، کوئی مغل ہے، کوئی جو کچھ اَور ہے لیکن ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ تقویٰ ہے۔ اور یہ تقویٰ ہے جس کا نکاح کے خطبہ میں بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ قائم رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے نبھتے بھی ہیں اور نہ صرف نبھتے ہیں بلکہ خوبصورتی سے آگے بڑھتے ہیں اور نئی نسل میں بھی وہ خوبصورتی پیدا ہوتی ہے جو ایک حقیقی اور صحیح مسلمان کا، ایک سچے احمدی کا طرہ امتیاز ہونی چاہئے۔

پس ہمیشہ نکاح کے وقت بچی کو بھی، لڑکی کو بھی اور لڑکے کو بھی، دولہا کو بھی اور دولہن کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی چیز جو شادی بیاہ سے حاصل ہونی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔ یعنی ہر نیا رشتہ جو قائم ہوتا ہے، اس نئے رشتہ کے قائم ہونے سے، ایک تعلق پیدا ہونے سے جو چیز پیدا ہونی چاہئے وہ تقویٰ ہے۔ اور اگر یہ تقویٰ رہے گا تو آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی پر چلنے والی ہوں گی اور دین کی خاطر قربانیاں کرنے والی ہوں گی اور دین پر قائم رہنے والی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے کہا حمودہ عارف واقفۂ نو بچی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی واقفات نو میں سے ہے۔ عموماً واقفات نَو اور واقفین نَو جو بھی ہیں اللہ کے فضل سے بڑے جذبہ سے اپنے اس عہد کو جو اُن کے والدین نے پیدائش سے پہلے ان کے بارہ میں کیا تھا نبھا رہے ہیں اور جب بڑے ہوتے ہیں تو خود بھی اس عہد کو پورا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے جب بھی کوئی career planning کرنی ہو مثلاً ایسے واقفین زندگی، ایسے واقفین نو لڑکے جو جامعہ میں جانے والے نہیں، وہ خود آکے پوچھتے ہیں کہ آگے کیا تعلیم حاصل کریں، عموماً بغیر مشورہ کے آگے نہیں چلتے۔ اسی طرح واقفات نو بچیاں ہیں وہ بھی اپنی career planning کے لئے پوچھتی ہیں۔ پس یہ نیکی جو اِن واقفین نَو اور واقفات نَو میں قائم ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا انعام ہے جو اِن کے بچپن سے، بلکہ پیدائش سے پہلے سے وقف کرنے کی صورت میں ان کو ملا ہے کہ ان میں ایک سعادت پیدا ہوئی ہے اور ان میں دین کی خاطر کام کرنے کا، خدمت کا ایک جذبہ ہے۔ پس واقفات نو بچیوں کو بھی اور بچوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب وہ نئی زندگی شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے اِن حکموں کی کہ تقویٰ پر چلنا ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے بھی planning کرنی ہے، باقی دوسرے احمدی بچوں سے زیادہ ان پر ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ایک تو ویسے بھی عمومی طور پر ہماری احمدی بچیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ انہوں نے اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے اور واقفات نو کی خاص طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لئے، دین کی خدمت کے لئے پیش کیا تو اس ذمہ داری کو انتہائی اعلیٰ رنگ میں نبھانے کی کوشش کریں۔ اور اپنی زندگی کو دنیاوی آسائشوں اور تعیش سے گزارنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور آئندہ نسلوں کے دلوں میں بھی احمدیت اور اسلام کا پیار اور محبت پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ چیز اگر پیدا ہو جائے تو جیسا کہ میں نے کہا پھر جہاں رشتے نبھتے ہیں، نہ صرف نبھتے ہیں بلکہ پیار اور محبت سے پروان چڑھتے ہیں۔ گھروں کے سکون قائم ہوتے ہیں اور اگلی نسلیں بھی اعلیٰ اسلامی اخلاق اور کردار کی مالک بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ بھی ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ اب ان چند الفاظ کے بعد میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

بعد ازاں حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

❁......❁......❁......❁

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی

کچھ یادیں کچھ باتیں

(تحریر: محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ)

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے زیر اہتمام سوونیئر خلافت جوبلی 2008ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی صاحبزادی محترمہ امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کے قلم سے ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے عنوان سے ایک بہت ہی خوبصورت مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنے ابّا جان (حضرت مصلح موعودؓ) کے ساتھ اپنی زندگی کی بعض یادوں کا تذکرہ کیا ہے۔

ذیل میں اس مضمون سے بعض منتخب واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔ ان واقعات میں سے اکثر کا تعلق آپ کے بچپن کے زمانہ سے ہے۔ ان واقعات میں والدین کے لئے بہت سے سبق مضمر ہیں۔ بچوں کی دلداری، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی جسمانی، ذہنی، روحانی تربیت کے خوبصورت طریق، غرضیکہ بہت سی نصائح اور قابل تقلید باتیں ہیں۔

محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ گزشتہ سال اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین ان دلچسپ واقعات کو پڑھتے ہوئے حضرت صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کو اور آپ کے شوہر مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر اور جملہ پسماندگان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ (مدیر)

☆......ربوہ کچے مکانوں کی بات ہے۔ مَیں نے ابا جان کو سکول سے آ کر کہا جب ہماری کلاس صحن میں ہوتی ہے (سردیوں میں) تو چند اینٹیں ہوتی ہیں۔ جو لڑکیاں جلدی جلدی لے کر اس پر بیٹھ جاتی ہیں باقی لڑکیاں اکڑوں بیٹھتی ہیں۔ مَیں تو نہیں بیٹھ سکتی مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ کہنے لگے زمین پر بیٹھ جایا کرو۔ اکڑوں نہیں بیٹھنا۔ لڑکیوں کے لئے مضر ہوتا ہے۔

☆......(ربوہ) کچے مکانوں میں آٹھویں میں تھی تو دینیات کی کلاس میں استانی میمونہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا رہی تھیں جب لفظ نطفہ آیا تو انہوں نے یہی لفظ ترجمہ میں بھی بولا۔ مَیں نے پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ کہنے لگیں جب بڑی ہو جاؤ گی تو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہم دو تین لڑکیوں کے سوا باقی سب بڑی تھیں۔ سب مسکرانے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ بہرحال بچپن میں تجسس تو ہوتا ہے۔ گھر آ کر امّی سے پوچھا۔ امّی خاموش۔ مَیں آپا چھیرو (امۃ النصیر) کے پاس گئی امی کے کچن میں کچھ کر رہی تھیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا تو کہنے لگیں تم ہر بات ابّا جان سے پوچھتی ہو جا کر پوچھ لو۔ مَیں چل پڑی۔ انہوں نے بڑی آوازیں دیں۔ مَیں نے جواب دیا اب ابا جان سے ہی پوچھوں گی۔ ابا جان اور ہمارے گھر کی دیوار ایک تھی۔ مَیں گئی تو ابا جان اکیلے برآمدہ میں قرآن مجید ٹہل ٹہل کر پڑھ رہے تھے۔ مَیں ستون کے ساتھ خاموش کھڑی ہو گئی۔ سمجھ گئے کوئی بات ہے۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ مَیں نے کہا کہ قرآن مجید پڑھاتے ہوئے لفظ نطفہ کا مطلب استانی جی نے نہیں بتایا اور یہ بات کی ہے۔ امی سے اور سب سے پوچھا کسی نے جواب نہیں دیا۔ بہت نارمل انداز میں مجھے کہا کہ ایک بہت باریک کیڑا ہوتا ہے جس سے بچہ بنتا ہے۔ میں بھی مطمئن ہو کر واپس آ گئی اور خوشی سے سب کو بتایا کہ مجھے نطفہ کا مطلب پتہ چل گیا ہے۔

☆......ربوہ کے کچے مکانوں میں ہی ابا جان نے عربی کہانیوں کی کتابیں منگائیں۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ آؤ تمہیں عربی پڑھاؤں۔ پتلی پتلی کتابیں تھیں ایک ایک کہانی کی۔ مجھے ایک کتاب لفظی ترجمہ کے ساتھ پڑھائی۔ مَیں نے کہا یہ مجھے آ گئی ہے اب دوسری پڑھائیں۔ کہنے لگے کل جب تم مجھے یہ سنا دو گی تو اگلی پڑھاؤں گا۔ اس وقت ذہن بہت تیز تھا۔ اگلے دن پوری کتاب مَیں نے ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنا دی۔ ابا جان نے اگلی کتاب پڑھائی۔ اسی طرح یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا۔ پھر ابا جان کی مصروفیت کی وجہ سے بند ہو گیا۔

☆......مَیں کچھ کھاتی نہیں تھی۔ ناشتہ تو بالکل نہیں کرتی تھی۔ گرمیوں میں چوبیس گھنٹوں میں سکول سے آ کر دو چھوٹی ککڑیاں یا ایک بڑی ککڑی کھاتی تھی۔ امی نے ابا جان کو کہا۔ ابا جان نے مجھے کہا کہ جب مجھے یہ پتا چلے گا کہ تم نے کھانا کھا لیا ہے تب تمہیں ککڑی کھانے کو ملے گی (مجھے ککڑیاں بے حد پسند تھیں) مجبوراً مَیں نے دوپہر کو کھانا کھانا شروع کر دیا۔

☆......مَیں کسی قسم کا شربت وغیرہ نہیں پیتی تھی۔ ایک دفعہ ساؤتھ افریقہ سے کوئی شخص ابا جان کے لئے اورنج سکاش لایا جس میں موٹی موٹی اورنج کی تریاں بھی تھیں۔ ابا جان نے مجھے زبردستی پلایا۔ مجھے بے حد پسند آیا۔ ابا جان نے مجھے دے دیا۔ اس کے بعد جب بھی وہ آتا تھا مجھے دے دیتے۔ بعض لوگوں کو ناگوار گزرا کہ یہ آپ صرف متین کو دیتے ہیں۔ کہنے لگے تم لوگ سب کچھ پی لیتے ہو وہ اور کوئی چیزیں نہیں پیتی اس لئے اسے دیتا ہوں۔

☆......ایک بار کچے مکانوں میں تحریک جدید کے چندہ ادا کرنے اور کم کرنے یا نہ کرنے والوں کی فہرست آئی۔ اس میں امی کے نام کے آگے لکھا تھا کہ چندہ پورا نہیں ادا ہوا۔ ابا جان نے دیکھا کہ چندے کا وعدہ بہت زیادہ تھا۔ امی پر بہت ناراض ہوئے۔ کہنے لگے مَیں تمہیں اتنی رقم ماہوار دیتا ہوں۔ اتنی رقم کھانے کی مد میں۔ اتنی نوکر کی تنخواہ، اتنی روشنی، جمعدار، ماشکی، دھوبی، دودھ کی مد میں اور تمہارا اتنا جیب خرچ ہے اگر کُل رقم ملا کر سال کا خرچ جمع کر لو اس سے بھی زیادہ تم نے چندہ لکھوایا ہے۔ اس لئے مَیں نے تمہارے چندہ کے اوپر لکیر ڈال دی ہے۔ اب تحریک جدید کو لکھو کہ تمہارا چندہ اتنا کیا جائے اور آئندہ اپنے جیب خرچ کے حساب سے چندہ لکھوانا کیونکہ باقی مدّیں تو اپنی چیزوں پر خرچ ہو جاتی ہیں۔

☆......قادیان میں مَیں بہت چھوٹی تھی کہ کسی کو باتیں کرتا مَیں نے سنا کہ ہماری ایک بہن نے میچنگ دوپٹہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی اپنوں میں سے ہی ان کا ملتا ہوا دوپٹہ اوڑھ لیا۔ جس پر ابا جان نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس وقت اتنا بچپن تھا کہ مَیں حیران ہوئی بلکہ بعد میں بھی جب اس بات کا خیال آتا تھا تو حیران ہوتی تھی۔ جب ذرا سی بڑی ہوئی پارٹیشن کے بعد (پوری سمجھداری کی عمر بھی نہیں تھی) تو خیال آیا کہ یہ قناعت کی طرف اشارہ ہے۔ جب ذرا اور بڑی ہوئی تو پوری طرح یہ بات دل میں گڑھ گئی کہ یہ یقینی قناعت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے امی بھی اگر کہتی تھیں کہ تمہارے اس جوڑے کے ساتھ میرا فلاں سویٹر ملتا ہے پہن لو تو مَیں یہی جواب دیتی تھی کہ نہیں جو آپ اپنی استعمال شدہ چیز یا نئی، مستقل اپنے ہاتھ سے دیں گی وہ لوں گی ورنہ پہننے کے لئے نہیں۔

☆......ابا جان کو مہندی بہت پسند تھی۔ مَیں نے اکثر اپنی ماؤں کے مہندی لگے ہاتھ ہی دیکھے۔ اسی طرح ابا جان کو ناک چھدوانا پسند نہیں تھا۔ اس لئے اپنی بیویوں کو ناک میں کچھ نہیں پہننے دیتے تھے یا اپنی پسند ناپسند کا اظہار کر دیا تھا جو وہ نہیں پہنتی تھیں حالانکہ ناک میں سوراخ موجود تھے۔ مگر اپنی کسی بیٹی یا بہو کو منع نہیں کیا کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں تھا۔ یہ آپس میں میاں بیوی کا معاملہ تھا۔

☆......ابا جان ہمیشہ نظر نیچی رکھتے تھے۔ لگتا تھا آنکھیں آدھی بند ہیں اس میں بھی نامناسب بات یا نامناسب لباس کا فوراً پتہ چل جاتا تھا۔ کہتے تھے شریعت کے مطابق ہر فیشن کرو مگر جس چیز کی شریعت اجازت نہیں دیتی وہ نہیں کرنا۔ اتنی اونچی قمیص نہ ہو کہ ستر پوشی نہ ہو سکے۔ میری شادی سے پہلے بہت زیادہ لمبی قمیصوں اور بڑے بڑے پائینچوں کی شلواروں کا رواج تھا۔ میں بھی ویسا ہی پہنتی تو کبھی منع نہیں کیا بلکہ مذاق کرتے تھے کہ فلاں کی امّاں لگ رہی ہو۔ ہاں بڑے گلے بڑے سخت ناپسند تھے۔ کہتے تھے کہ اس میں ستر پوشی نہیں ہوتی۔

☆......ہم کبھی لاہور، کوئٹہ یا کراچی جاتے تھے تو جیب خرچ کے علاوہ وہاں خرچ کرنے کے الگ سے پیسے دیتے۔ لاہور میں دیتے تو کہتے یہ لاہوری ہے۔ کوئٹہ میں دیتے تو کہتے کوئٹی ہے۔ کراچی میں کراچی ہے کہتے۔ ہم ایک دفعہ کراچی گئے تو مجھے کہا یہ تمہاری کراچی ہے۔ پھر پوچھا کیا لو گی۔ مَیں اس وقت غالباً بارہ سال کی تھی مجھے ساڑھی بہت پسند تھی۔ مَیں نے جواب دیا ساڑھی لینی ہے مجھے بہت شوق ہے۔ کہنے لگے مجھے بھی لباس میں تنگ پاجامہ اور ساڑھی زیادہ پسند ہے۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ بلاؤز چھوٹا نہ ہو کہ پیٹ ننگا ہو اور بازو اتنے لمبے ضرور ہوں کہ کہنیاں ڈھکی ہوئی ہوں۔

☆......ربوہ میں ہم کھانے کی میز پر بیٹھے تھے ابھی ابّا جان کا پانی نہیں آیا تھا ایک خاص حد تک ٹھنڈا صرف پی سکتے تھے اور پانی میں برف کی ڈلی تو بالکل برداشت نہیں تھی۔ لڑکی ابا جان کا پانی بنا رہی تھی۔ میں اپنے پانی سے ایک گھونٹ لے چکی تھی۔ کھانا ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ باتیں ہو رہی تھیں۔ ابا جان نے میرے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ امی نے بے اختیار کہا ''اونہہ جوٹھا''۔ ابا جان نے ہاتھ بڑھا کر میرے سے گلاس لیا اور امی کو کہا تمہارے لئے جوٹھا ہو گا میرے لئے تبرک ہے، مسیح موعودؑ کی پوتی ہے۔ اور یہ کہہ کر پانی پی لیا۔

☆......ہمیں گھوڑ سواری بھی ابا جان نے سکھائی تھی۔ جب سندھ جاتے تو جو اپنے اپنے گھوڑے ہوتے تھے اسی پر بیٹھتے۔ جب ہم گھوڑے پر بیٹھتے تو ابا جان خود گھر سے باہر آ کر ہمیں سکھاتے کہ کس طرح بیٹھنا ہے۔ گھوڑے کو کس طرح دائیں یا بائیں موڑنا ہے یا سیدھا دوڑانا ہے۔ پاؤں کس طرح رکاب میں رکھنے ہیں۔ اگر گھوڑا سرکشی کرے تو رکاب میں صرف پنجے ہونے چاہئیں یا پاؤں نکال لو اس کے گلے میں بازو ڈالو۔ اور گھوڑے کی مختلف چالوں میں جسم کو کس طرح حرکت دینی ہے۔ لمبی تفصیل ہو گئی ہے مگر سکھایا ابا جان نے ہی ہے۔ گھوڑے پر سواری سے پہلے اس کی گردن پر تھپکی دو، اس کی رانیں سہلاؤ تا کہ وہ تمہیں اپنا دوست سمجھے۔ عام طور پر مَیں، جمیل اور بھائی رفیق ہوتے تھے اور ایک پہریدار پیدل ہمارے ساتھ ہوتا تھا۔ ایک دن میں ناصر آباد کے باغ میں سیدھا تیز رفتاری سے گھوڑا دوڑا رہی تھی۔ درمیان میں ایک پتلی سڑک کو کراس کر رہی تھی جس پر میں گھوڑا دوڑا رہی تھی۔ گھوڑے نے سیدھا جاتے جاتے جب چھوٹی سڑک کے اینڈ پر تھا ایک دم پلٹا کھایا اور اپنے تھان کی طرف جانے لگا جو باغ سے کافی فاصلہ پر ہماری کوٹھی سے ہٹ کر تھا۔ اس کے پلٹنے اور رفتار بے حد تیز کرتے ہی میں سمجھ گئی کہ یہ شرارت کر رہا ہے۔ مَیں نے فوراً اپنے پاؤں پیچھے کھینچے۔ اس نے ٹرن لیتے ہی ایسی پوزیشن لے کر مجھے اچھالا کہ مَیں کافی اندر آم کے باغ میں جا کر گری جہاں کافی ڈھیلے وغیرہ تھے جس سے میری پسلیوں اور دیگر جگہوں پر کافی چوٹیں آئیں۔ وہاں اردگرد باغ کا ہندو ٹھیکیدار اور اس کا عملہ تھا۔ انہوں نے جو گھوڑے کو اکیلے تیز دوڑتے دیکھا سب کو پتہ تھا کہ کون کس گھوڑے پر ہوتا ہے۔ شور پڑ گیا۔ کوئی شخص کوٹھی کی طرف دوڑا۔ ابا جان کو اطلاع دی۔ ابا جان سلیپروں میں تھے۔ اسی طرح دوڑے۔ ساتھ پہریدار بھی تھے۔ آ کر مجھے اٹھایا میری پسلیوں میں سخت درد۔ ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑ کر لاؤ۔ جب وہ آیا تو مجھے کہا اس پر بیٹھو۔ مَیں نے انکار کیا اس پر نہیں بیٹھنا، ویسے بھی میری پسلیوں میں درد ہے۔ کہنے لگے اس پر ہی بیٹھنا ہے اور ابھی بیٹھنا ہے۔ بیٹھنے سے پہلے اسے اچھی طرح سوٹیاں لگاؤ۔ اگر آج تم نے اس پر سواری نہیں کی تو یہ کبھی بھی تمہیں خود پر سوار نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ یاد رکھو اپنی سواری کو اپنے زیرِ نگیں رکھو اس کو اپنے پر حاوی ہونے کا موقع نہ دو۔ سواری کے جانور کو ہمیشہ یہ احساس دلاؤ کہ اس کا مالک حاوی ہے اور وہ اس کا تابع ہے۔ بیٹھنے سے پہلے بھی اس کو مارو اور اس کو دوڑاتے ہوئے بھی خوب مرمت کرو۔ پھر خود مجھے گھوڑے پر سوار کرایا اور کہا ڈرنا بالکل نہیں اس کو اپنا تابع بنانا ہے اور خوب دوڑانا ہے۔ ابا جان کے کہنے کے مطابق مَیں نے گھوڑے کو خوب دوڑایا اور اس کی خوب مرمت کی۔ کافی دیر تک مجھے گھوڑ سواری کرتے دیکھتے رہے اور جب مطمئن ہو گئے کہ اس نے گھوڑے کو اپنے تابع کر لیا ہے پھر واپس گئے۔

☆......قصر خلافت ربوہ میں تھے۔ اگر کوئی دوست دعوت پر بلاتے تو پوچھتے کس نے بلایا ہے۔ اگر تسلی ہوتی تو اجازت دیتے لیکن اکیلے یا دوستوں کے ساتھ نہیں گھر کی قابلِ اعتبار عورت ساتھ ہوتی۔ بلکہ اکثر کہتے تم خود دعوت کیا کرو تا کہ کسی کے گھر جانے کی ضرورت ہی نہ ہو۔

☆......مَیں میٹرک میں تھی تو ابا جان نے کہا اگر فرسٹ ڈویژن آئی تو مجھ سے کیا تحفہ لو گی۔ مَیں نے جواب دیا کہ رسٹ واچ۔ امی نے کہا مَیں دو سونے کی چوڑیاں دوں گی۔ جب مَیں نے میٹرک ہائی فرسٹ کلاس میں پاس کیا تو لاہور لے کر گئے اور انارکلی کی بہت پرانی دکان اور بڑی دکان کا نام لیا کہ مَیں ہمیشہ گھڑیاں اس سے لیتا ہوں۔ پھر مجھے کسی کے ساتھ بھیجا مَیں نے وہاں سے گھڑی خریدی۔ جب امی کو کہا کہ مجھے چوڑیاں بنوا دیں تو امی کہنے لگیں اس وقت تو میرے پاس پیسے نہیں۔ اس پر ابا جان کہنے لگے کہ جو چیز بچے کو دے نہ سکو اس کا وعدہ نہیں کرنا چاہئے اس طرح اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ پھر مجھے دو چوڑیاں مل گئیں۔ غالباً ابا جان نے ہی بنوا کر دی تھیں۔

☆......ہم بچپن سے ابا جان اور اماں جان سے سنتے تھے کہ جس پلیٹ میں کھانا کھاؤ اسے پوری طرح صاف کرو اس طرح پلیٹ تمہیں دعا دے گی۔ ابا جان کے غالباً سب بچوں کو اس کی عادت تھی۔ پلیٹ اس قدر صاف ہو جاتی تھی گویا استعمال نہیں ہوئی۔ اس کے بعد روٹی کے چھوٹے سے ٹکڑے کو چھوٹی چھوٹی مروڑیاں بنا کر پلیٹ میں ڈالتے تھے تا کہ دھل جائے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

ابّا حضور (سیدنا حضرت مصلح موعودؓ)

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ فروری 2010ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں اپنے مشاہدات کے حوالہ سے بعض یادداشتیں بیان کی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ میری نشوونما کی عمر میں میری زندگی کو بنانے والا، میری سوچ کے دھاروں کو درست کرنے والا، مجھے ذوقِ عبادت عطا کرنے والا، مجھ میں اللہ عزوجل، اُس کے رسولؐ اور اس کے مسیحؑ کی محبت کا شعلہ جلانے والا، خلافت احمدیہ کی قدروقیمت کے اسباق دینے والا ایک ہی وجود تھا یعنی میرے دادا میرے ابّا حضور۔ اُس کے احسانات کا شمار نہیں۔ لیکن اُس کا سب سے بڑا احسان یہ تھا کہ اُس نے اہل تقویٰ اور اہل عقل پر مسئلہ خلافت کو اس طرح واضح کردیا کہ پھر اُن کے لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہ رہی اور آج مسیح موعودؑ کے کروڑوں متبعین شمع خلافت پر جس طرح جان دیتے ہیں، محمد مصطفیؐ اور مسیح موعودؑ کے بعد اُسی کے احسان کے طفیل ہے۔

آپؓ کی بہت سی یادیں ہیں۔ تین چار سال کی عمر میں ابّا حضور کو حضرت امّاں جان کے ہاں دیکھتا تھا۔ چار سال کی عمر میں مَیں نے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور چھ ماہ میں ختم کرلیا۔ آپؓ کے دفتر میں میری آمین ہوئی۔ آپؓ نے مجھ سے قرآن سنا اور دعا کروائی۔

= پانچ یا چھ سال کا تھا کہ چلتی جیپ سے گر کر میرے سر اور گھٹنوں پر شدید چوٹیں آئیں اور تقریباً ایک سال تک صاحبِ فراش رہا۔ آپؓ نے جس محبت سے میری تیمارداری کی وہ نظارہ مَیں کبھی نہیں بھول سکتا۔

= جب دہلی میں جلسہ مصلح موعود ہوا تو آپؓ وہاں تشریف لائے۔ امّی کو علاج کے لئے آپؓ نے پہلے ہی وہاں بھیج رکھا تھا۔ ہم وہاں کرائے کی کوٹھی میں مقیم تھے۔ ابّا حضور ہمارے ہاں ٹھہرے۔ میری عمر اُس وقت 7 سال تھی۔ گھر کے سامنے لان میں نماز ہوتی تھی۔ مَیں ساری نمازیں آپؓ کے دائیں طرف کھڑے ہوکر پڑھتا تھا۔ جب آپؓ سجدہ میں جاتے تو میں جلدی جلدی سبحان اللہ پڑھ کر آپؓ کی طرف اپنا منہ پھیر دیتا اور آپؓ کی گردن کو دیکھتا رہتا۔ بہت خوبصورت گردن تھی، مجھے بہت پیاری لگتی تھی۔ ہر نماز میں میرا یہی معمول تھا۔ پھر آپؓ ٹہل کر قرآن کریم پڑھتے تو بھی مَیں وہاں کھڑا دیر تک آپؓ کو دیکھتا رہتا۔ لیکن کبھی آپؓ نے مجھے منع نہیں کیا۔

= ہجرت کے بعد ہم لاہور آکر رتن باغ میں ٹھہرے۔ وہیں خاندان کے اکثر افراد کا قیام تھا۔ ابّا حضور اوپر کی منزل میں تھے۔ تمام خاندان کا کھانا ابّا حضور کے ذاتی خرچ پر لنگر میں تیار ہوتا تھا۔ ہر فرد کا راشن مقرر تھا۔ ایک روٹی اور ایک پلیٹ میں پتلا شوربا۔ ایک روٹی سے میرا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ اس بات کا ذکر مَیں نے اپنی دادی حضرت امّ ناصرؓ سے کیا تو انہوں نے ابا حضور کو بتادیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں راشن میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا، اگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا تو میری آدھی روٹی اسے دے دیا کرو۔ یہ بات بہرحال مجھے قابل قبول نہ تھی۔ مَیں ایک روٹی کھاتا رہا لیکن چونکہ صحت کمزور تھی اس لئے آپؓ میرے لئے پھل وغیرہ منگواتے تھے۔ یعنی ایک طرف انصاف کا تقاضا پورا کیا تو دوسری طرف محبت نے جوش مارا۔

= ہندوستان سے جو احمدی قافلے ہجرت کرکے آتے تھے وہ پہلے رتن باغ کے پچھلی طرف والے میدان میں اترتے اور پھر اپنی الاٹ شدہ جگہوں پر چلے جاتے۔ اُن سب کے کھانے کا انتظام بھی حضورؓ کی طرف سے ہوتا تھا۔

= رتن باغ میں آنے کے بعد آپؓ نے ہندوستان میں رتن باغ کے سکھ مالک کو لکھا کہ وہ جتنا سامان رتن باغ میں ہے، آکر لے جائیں۔ وہاں الماریوں میں بے شمار سامان پڑا تھا۔ بعض الماریوں میں سونے کی اینٹیں اور زیورات بھی تھے۔ آپؓ کی سختی سے ہدایت تھی کہ اس سامان کو اسی طرح رکھا جائے اور نگرانی کی جائے کہ کوئی ملازم وغیرہ بھی وہاں سے کچھ نہ لے۔ چنانچہ ہندوستان سے مالک مکان کئی ٹرک لاکر اپنا سامان وہاں سے لے گئے۔

= آپؓ کی بیماری کے ایام میں ایک بار مَیں قدموں میں بیٹھا تھا۔ آپ مجھ سے مختلف باتیں کرتے رہے۔ ایک یہ تھی کہ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ مَیں نے اتنی جائداد کیسے بنالی۔ فرمایا کہ قادیان میں بینک وغیرہ تو ہوتے نہیں تھے۔ لوگ میرے پاس امانتیں رکھوا جاتے تھے اور مَیں اُن سے مختلف جائدادیں خرید لیتا تھا لیکن اپنے منتظم کو ہدایت دے رکھی تھی کہ دو جائدادیں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں کہ کھڑے پیر بِک جائیں۔ چنانچہ جب کوئی شخص مجھ سے اپنی امانت لینے آتا تو مَیں اُن جائدادوں کو بیچ کر رقم ادا کردیتا اور مَیں نے کسی کو کبھی دس منٹ سے زیادہ انتظار نہیں کروایا۔

فرمایا کہ لوگ یہ بھی حیران ہوتے ہیں کہ مَیں اس تیزی سے مطالعہ کرکے ہزارہا کتابیں کیسے پڑھ لیتا ہوں۔ خدا نے مجھے ملکہ دیا ہے کہ مَیں ہر کتاب کو دیکھ کر ایک نظر میں یہ طے کرلیتا ہوں کہ یہ کس قسم کی کتاب ہے۔ بعض کتابیں اوّل سے آخر تک پڑھتا ہوں۔ بعض کتابوں کا تعارف اور انڈیکس پڑھ کر اُن کے چیدہ چیدہ ابواب پڑھ جاتا ہوں اور اُن کا مرکزی خیال اور اس کے دلائل ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور پھر اپنے کام کی بات اس میں سے نکال لیتا ہوں۔ اور تیسری قسم کی کتاب وہ ہے جو مَیں سرسری نگاہ میں پڑھتا ہوں اور میرے مطلب کی جو بھی بات ہوا ُسے اخذ کرلیتا ہوں۔

= ایک دفعہ مَیں آپؓ کے سامنے کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ آپؓ چائے پی رہے تھے۔ اچانک چہرۂ مبارک اوپر اٹھایا۔ اپنی نیم باز آنکھوں کو کھولا اور پوچھا کہ کیا تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھی ہیں؟ مَیں نے عرض کی کہ حضور! مَیں نے F.A. کے بعد ہی حضورؑ کی ساری اردو کتب پڑھ لی تھیں۔

= مَیں F.A. میں تھا کہ حضورؓ نے ایک خطبہ میں وقف کے لئے تحریک کی۔ مَیں نے فوراً وقف کا خط لکھ دیا۔ میرے ابا کو اگلے خطبہ جمعہ سے اس خط کا علم ہوا جب حضورؓ نے خطبہ جمعہ میں میرے خط کا ذکر فرمایا۔

= جب مَیں نے B.A. کیا تو سیّدی ابّا کی خواہش تھی کہ مَیں Law کروں۔ لیکن آپؒ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ سے پوچھو۔ میرے استفسار پر آپؓ نے M.A. کرنے کا ارشاد فرمایا۔ M.A. کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ کالج میں لیکچرار لگ جاؤں۔

= میری امّی نے میرے لئے ایک رشتہ تجویز کیا اور کہا کہ ابّا حضور سے اجازت لے کر آؤ۔ مَیں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے سنتے ہی فرمایا کہ دنیادار لوگ ہیں۔ بعد میں میرا رشتہ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی بیٹی امۃ الحسیب سے ہوگیا۔ سیّدی ابّا نے حضورؓ کو لکھا کہ اگر حضور پسند کریں تو انس کا پیغام وہاں بھجوادیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں عزیزم منیر احمد کو تو نہیں لکھوں گا، میاں بشیر کو یہ رشتہ تجویز کروں گا۔ چنانچہ حضورؓ نے حضرت میاں صاحبؓ کو لکھا اور انہوں نے ماموں کو یہ رشتہ تجویز کیا۔ فروری 1965ء میں میری شادی ہوئی۔

= مَیں کالج میں ابھی پڑھ رہا تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک دفعہ مجھے سٹیج کا ٹکٹ نہ ملا جو کہ ہر سال ملتا تھا۔ مَیں نے نظارت اصلاح وارشاد کو لکھا تو انہوں نے انکار کردیا۔ مَیں نے ابّا حضور کو لکھا تو حضورؓ نے دفتر کو لکھا کہ مَیں اپنے بچوں اور پوتوں وغیرہ کو اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی مصروفیات کی وجہ سے وقت نہیں دے سکتا، کیا اصلاح و ارشاد کا دفتر چاہتا ہے کہ وہ میرے قریب بیٹھ کر میری تقاریر بھی نہ سُن سکیں۔ انس کو ٹکٹ دیا جائے۔

= حضورؓ کو اپنے سب بیٹوں میں سے سیّدی ابا سے ایک خاص تعلق اور لحاظ تھا۔ اُن کو اُن کے منہ پر کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔ امی نے بتایا کہ ایک دفعہ قادیان میں مغرب کی نماز کے بعد حضرت امّی جان کے ہاں آئے اور سنتوں سے پہلے امی جان کو مخاطب کرکے کہنے لگے کہ تمہارے بیٹے نے یہ کیا اور یہ کیا۔ اتنے میں ابّا نے اندر آنے سے پہلے باہر سے سلام کیا تو ابّا حضور کا چہرہ ایک دم حیا سے سرخ ہوگیا اور فوراً سنّتیں پڑھنی شروع کردیں۔

= حضرت امّ متین بیان کرتی ہیں کہ جن دنوں آپؓ تفسیر کبیر لکھ رہے تھے اور ساری ساری رات کام کرتے تھے اور اس دوران تہجد بھی پڑھتے تھے۔ پھر فجر کی نماز کے بعد سوتے تھے۔

آپ مزید بیان کرتی ہیں کہ بیماری میں حضورؓ عموماً حضرت شمس صاحبؓ کو خطبہ جمعہ کا ارشاد فرماتے لیکن وفات سے پہلے جو جمعہ آیا تو مَیں نے پوچھا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب خطبہ جمعہ کے بارہ میں اجازت لینے آئے ہیں۔ فرمایا: ناصر احمد۔ مجھے حیرانی ہوئی اور مَیں نے دوبارہ پوچھا تو فرمایا کہ مَیں نے جو کہہ دیا ہے، ناصر احمد۔

حقہ نوشی کا عادی

ماہنامہ ’’خالد‘‘ اپریل 2010ء میں مکرم نوید احمد سانول صاحب کے قلم سے حقہ نوشی سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت مصلح موعودؓ کا بیان فرمودہ ایک واقعہ بھی تحریر ہے۔

حضورؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک شخص قادیان آیا اور ایک روز بعد ہی واپس چلا گیا۔ جنہوں نے اُسے بھیجا تھا اُن کا خیال تھا کہ چند دن وہاں ٹھہر کر یہ حضور علیہ السلام کی باتیں سنے گا تو اس پر اثر تو ہوگا۔ لیکن جب انہوں نے اُس سے پوچھا کہ تم اتنی جلد واپس کیوں آگئے تو وہ کہنے لگا کہ توبہ کرو، وہ بھی کوئی شریفوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ مَیں صبح کے وقت قادیان پہنچا۔ مہمان خانہ میں مجھے ٹھہرایا گیا اور تواضع کی گئی۔ ہم نے کہا کہ سندھ سے آئے ہیں، راستہ میں تو کہیں حقہ پینے کا موقع نہیں ملا، اب اطمینان سے بیٹھ کر حقہ پئیں گے۔ ابھی ذرا حقہ آنے میں دیر تھی کہ ایک شخص نے کہا کہ بڑے مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) ابھی حدیث کا درس دینے والے ہیں، پہلے درس سن لیں پھر حقہ پی لینا۔ درس سن کر آئے تو کسی نے کہا کھانا تیار ہے۔ کھانا کھا کر بیٹھے تو ظہر کی اذان ہوگئی۔ ہم نے کہا قادیان میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ نماز کے بعد مرزا صاحب بیٹھ گئے اور باتیں شروع ہوگئیں۔ وہاں سے فارغ ہوکر ابھی دو کش حقہ کے لگائے تھے کہ عصر کی اذان ہوگئی اور ہم وہاں چلے گئے۔ نماز کے بعد بتایا گیا کہ بڑے مولوی صاحب مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دیں گے۔ چنانچہ ہم وہاں گئے۔ واپس آئے ہی تھے کہ مغرب کی اذان ہوگئی اور حقہ اسی طرح دھرا رہا۔ مغرب کے بعد مرزا صاحب نے بیٹھ کر پھر باتیں شروع کردیں اور ہم بھی بیٹھے رہے۔ وہاں سے فارغ ہوکر واپس آئے تو کھانا تیار تھا۔ کھانا کھاتے ہی عشاء کی اذان ہوگئی۔ خیال تھا کہ نماز کے بعد تو فراغت ہوگی اور آرام سے حقہ پئیں گے۔ لیکن بتایا گیا کہ عشاء کے بعد بڑے مولوی صاحب مہمانوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے ہیں۔ ہم ابھی وعظ میں ہی تھے کہ سفر کی تکان کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے نیند آگئی اور صبح جو اُٹھا تو وہاں سے بھاگا کہ قادیان میں شریف انسان کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حقہ پینے کے عادی کئی لوگ روزانہ دو دو تین تین گھنٹے اس کام میں صرف کرکے اپنا حرج کرتے ہیں لیکن اگر نماز کے لئے کہو تو کہیں گے کہ وقت نہیں ملتا۔ حالانکہ ایک نماز میں آٹھ دس منٹ سے زیادہ نہیں لگتے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے وہ قید لگائی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لگائی اور وہ قید جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائی ہے اس کو اپنے اوپر نہیں لگائیں گے۔

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ فروری 2010ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر ایک غیراز جماعت دوست جناب نیاز آگیں دامن صاحب کا منظوم اظہار عقیدت شائع ہوا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

شور ہے ، میرِ کارواں اٹھا
محرمِ رازِ کُن فکاں اُٹھا
محفلِ ذکر و فکر ویراں ہے
دینِ فطرت کا ترجماں اُٹھا

مئے عشقِ رسولؐ رکھتا تھا
میکشی کے اصول رکھتا تھا
چشمِ اہلِ نظر کا تارا تھا
عام حسنِ قبول رکھتا تھا

جانشینِ مسیحؑ ثانی تھا
حجتِ پاک کی نشانی تھا
روحِ عزم و عمل کا فتویٰ ہے
اک نئے دَور کا وہ بانی تھا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 21, 2014 – February 27, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 21, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 1, 2012.
02:35 Japanese Service
03:40 Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 18, 1997.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 27
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Jalsa Salana USA Address: Recorded on July 1, 2012.
08:05 Siraiki Service
08:30 Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:00 Quran Sab Se Acha
12:30 Dars-e-Hadith
13:00 Live Friday Sermon
14:15 Yassarnal Quran
14:35 Shotter Shondhane
15:50 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana USA Address [R]
19:35 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-E-Huda

Saturday February 22, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Quran
00:50 Jalsa Salana USA Address
02:15 Friday Sermon
03:20 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 28
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:50 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on September 17, 2011 in ladies Jalsa Gah.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
09:45 Indonesian Service
10:45 Friday Sermon: Recorded on February 21, 2014.
12:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Khuch Yaadain Kuch Baatain
16:00 Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Jalsa Salana Germany Address
19:30 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-E-Huda
22:40 Story Time
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday February 23, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana Germany Address
02:35 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on February 21, 2014.
04:00 Khuch Yaadain Kuch Baatain
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 29
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:10 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:30 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on December 15, 2013.
08:00 Faith Matters
09:00 Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:10 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on December 7, 2012.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 21, 2014.
14:15 Shotter Shondhane
15:25 Ashab-e-Ahmad
16:00 Live Press Point: Interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
17:05 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
21:00 Press Point
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday February 24, 2014

00:20 World News
00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
02:40 Friday Sermon: Recorded on February 21, 2014.
03:50 Real Talk
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 30
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel
07:00 Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012 in Toronto Canada at the opening of the new Tahir Hall complex.
08:30 International Jama'at News
09:05 Aadab-e-Zindagi
09:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:45 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 1, 1997.
10:45 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 6, 2013.
11:30 MTA Travel
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 2, 2008.
14:20 Bangla Shomprochar
15:20 MTA Travel
15:50 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:05 Rah-E-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Aiwane Tahir
19:45 Real Talk
20:45 Rah-E-Huda
22:15 Friday Sermon [R]
23:35 Aadab-e-Zindagi

Tuesday February 25, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Al-Tarteel
01:25 Inauguration Of Aiwane Tahir
02:50 Kids Time
03:20 Friday Sermon: Recorded on May 2, 2008.
04:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 31
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Atfalul Ahmadiyya Ijtema Germany: Recorded on September 17, 2011.
08:00 Australian Service
08:45 Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 21, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00 Bangla Shrompochar
15:00 Spanish Service
15:30 Seminar Al-Wasiyyat
16:00 Press Point
17:00 Noor-e-Mustafwi
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Atfalul Ahmadiyya Ijtema Germany
19:35 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 21, 2014.
20:35 Australian Service
21:05 Press Point
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday February 26, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Atfalul Ahmadiyya Ijtema Germany
01:50 Seminar Seerat-un-Nabi
02:35 Noor-e-Mustafwi
03:00 Press Point
04:00 Seminar Al-Wasiyyat
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 32
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Address in European Parliament: An address delivered by Huzoor recorded on December 4, 2012.
07:30 Quranic Archaeology
08:05 Real Talk
09:10 Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 2, 2008.
14:20 Bangla Shomprochar
15:20 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
16:00 Kids Time
16:30 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Address in European Parliament [R]
18:50 Quranic Archaeology
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:10 Kids Time
21:35 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 27, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45 Al-Tarteel
01:25 Address in European Parliament
01:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:30 Jalsa Seerat-un-Nabi
03:20 Quranic Archaeology
03:55 Faith Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 33
06:00 Tilawat & Dars
06:40 Yassarnal Quran
07:00 Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012 in Toronto Canada at the opening of the new Tahir Hall complex.
08:30 Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
09:30 Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 19, 1997.
10:35 Indonesian Service
11:35 Pushto Service
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35 Yassarnal Quran
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon on February 21, 2014.
15:05 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35 Al Maaidah: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
15:55 Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
19:50 Faith Matters
20:50 Al Maaidah
21:10 Tarjamatul Quran Class [R]
22:15 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:45 Yassarnal Quran
23:05 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 Friday 14 February , 2014 Issue No. 07

خطبات نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح کے لئے جو آیات انتخاب کی ہیں ان میں تقویٰ کا ذکر ہے تا کہ تم اس مستقبل کی فکر کرو جو ہمیشہ کے لئے تمہیں جنتوں کا وارث بنانے والا ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے، اس کو گواہ بناتے ہوئے سچائی سے تمام باتیں ایک دوسرے پہ ظاہر کرنی چاہئیں اور آئندہ کی زندگی میں بھی سچائی سے کام لینا چاہئے

☆......واقفات نو بچیوں کو بھی اور بچوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب وہ نئی زندگی شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے اِن حکموں کی کہ تقویٰ پر چلنا ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے بھی planning کرنی ہے، باقی دوسرے احمدی بچوں سے زیادہ ان پر ذمہ داری ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 جنوری 2012ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح ہبۃ الوحید صاحبہ کا ہے جو محمد اسلم صاحب جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ واقفۂ نو ہیں اور جس سے نکاح ہو رہا ہے وہ لڑکا خود تو شاید واقف نو نہیں لیکن واقف زندگی کا بیٹا ہے۔ دوسرا نکاح جو ہے وہ ہمارے ایک واقف زندگی مربی سلسلہ کا ہے۔ اور تیسرا نکاح عائشہ جمیل صاحبہ کا ہے جو جمیل احمد صاحب ربوہ کی بیٹی ہیں۔ یہ بھی واقفۂ نو ہیں اور ان کا نکاح بھی وقف زندگی اور وقف نو بچے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تینوں نکاح ایسے ہیں جن میں دونوں فریق یا ایک بچہ یا بچی وقف زندگی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی فکر کرے۔ ایک عام انسان بھی روزانہ اٹھتا ہے، کام پہ جاتا ہے تو اس لئے کہ اسے یہ فکر ہوتی ہے کہ میں اگر آج کام پہ نہ گیا تو میرا کام بھی ضائع ہو سکتا ہے، مستقبل میں میرا کاروبار برباد ہو سکتا ہے۔ ملازمت پیشہ ہے، ملازمت پہ نہ گیا تو وہاں سے فراغت ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے میرا دنیاوی مستقبل جو ہے وہ تاریک ہو سکتا ہے۔ ہر انسان جو ہے، کسی کو بھی لے لیں وہ بہرحال اپنے اپنے دائرہ میں اپنے مستقبل کی ایک سوچ رکھتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا یہ انسانی فطرت ہے۔ ہمارے بڑے ہیں جن کی شادیاں عرصہ ہوا ہو گئیں۔ جن کے بچے جوان ہو گئے وہ بھی اپنے خاندانوں کو سنبھالنے کے لئے، اپنے بچوں کو سنبھالنے کے لئے مستقبل کی فکر میں ہی رہتے تھے۔ پھر جب بچے جوان ہو گئے تو ان کے مستقبل کی فکر یا بچے جب بڑے ہونے شروع ہوئے تو ان کے مستقبل کی فکر کہ پڑھ لکھ جائیں۔ جب پڑھ لکھ گئے تو پھر ان کی فکر کہ ان کو اچھے کام مل جائیں۔ جب کام مل گئے تو پھر فکر کہ ان کو اچھے رشتے مل جائیں تا کہ ہماری نسل آگے چلتی چلی جائے۔ انسانی سوچ کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیشہ مستقبل پہ نظر رکھتا ہے لیکن یہ جو مستقبل کی نظر ہے یہ عارضی نظر ہے۔ یہ وہ مستقبل ہے جو انسانی زندگی (خواہ وہ) پچاس، ساٹھ، ستّر، سو سال جتنی بھی ہے اس کے بعد یہ ختم ہو جانا ہے۔ لیکن ایک مومن، ایک ایسا انسان جس کو خدا تعالیٰ پر کامل یقین ہے وہ اس مستقبل کی بھی سوچتا ہے جو اخروی زندگی ہے، جو اس دنیا کی زندگی گزارنے کے بعد آئندہ آنے والا مستقبل ہے۔ اور اس کے لئے پھر مومن کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کی فکریں صرف اس دنیا کی جنت کے حصول کے لئے نہیں ہوتیں۔ اس دنیا کی آسائشوں کے لئے نہیں ہوتیں یا اس دنیا کے جہنم سے بچنے کے لئے وہ کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی فکر آئندہ آنے والی زندگی کی جو حقیقی جنت ہے اس کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ اس جہنم سے بچنے کے لئے ہوتی ہے جس کا ایندھن پتھر اور انسان بن سکتے ہیں۔ پس ہر وقت استغفار کرتے ہوئے جب انسان ایسے مستقبل کے لئے فکر کر رہا ہو اور اس کی تیاری کر رہا ہو تو وہی حقیقی مومن ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقعہ پر بھی جب انسان ایک مستقبل بنانے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے تقویٰ کا بہت زیادہ استعمال کروایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح کے لئے جو آیات انتخاب کی ہیں ان میں تقویٰ کا ذکر ہے تا کہ تم اس مستقبل کی فکر کرو جو ہمیشہ کے لئے تمہیں جنتوں کا وارث بنانے والا ہے۔ لڑکا لڑکی نکاح کرتے ہیں۔ خواہشات ہوتی ہیں۔ لڑکی کی اپنی خواہشات ہوتی ہیں۔ وہ اس گھر سے اس مستقبل کو لے کر نکل رہی ہوتی ہے کہ میں اپنے نئے گھر میں جاؤں گی تو گھر بساؤں گی۔ اولاد ہو گی۔ خاوند کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز ہو گا۔ ایک مستقبل ہو گا۔ لڑکا ہے تو وہ ایک مستقبل کے لئے خواہش رکھتے ہوئے نکاح کرتا ہے۔ آئندہ نسل کے لئے نکاح کر رہا ہوتا ہے۔ گویا یہ ایک سلسلہ ہے۔ لیکن دونوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ اصل تقویٰ ہے، اس مستقبل کی تلاش کرو اور اس کے لئے اس جہان میں بھی کوشش کرو اور جب تم شادی کر رہے ہو، نکاح کر رہے ہو تو اس سوچ کے ساتھ کرو کہ ہم نے حقوق العباد کی ادائیگی کرنی ہے جو اسی طرح اہم ہیں جس طرح حقوق اللہ۔ اور جب ہماری یہ ادائیگی ہو گی تو ہم حقیقت میں صحیح مستقبل کو پانے والے ہوں گے، کل کو دیکھنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کل پہ نظر رکھو! کل کیا چیز ہے؟ کل وہی ہے جو ہمارا مستقبل ہے، جو اس زندگی کے بعد آئندہ آنے والی زندگی ہے۔ جو آج نیکی کرنے کے بعد آئندہ کل نیکی کرنے کی توفیق اور اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کل کی نظر صرف یہی نہیں کہ تم آئندہ زندگی کو دیکھو بلکہ کل کی نظر یہ ہے کہ آج جو کچھ کیا اس سے قدم آگے بڑھے۔ رات کو جائزہ لو اور دیکھو کہ ہم نے کل اپنا مستقبل کیسے اس سے بہتر کر کے سنوارنا ہے۔ پس یہ ایک تسلسل ہے جس کو ہمیشہ انسان کو خاص طور پر اپنے مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور وہ لوگ جو دین کی خاطر وقف کر رہے ہوں یا جن کے ماں باپ نے ان کو اس عہد کے ساتھ وقف کیا ہے کہ جو کچھ بھی میرے (ہاں) پیدائش ہونے والی ہے اس کو میں دین کی خاطر وقف کرتی ہوں اور اللہ کرے کہ یہ دین کی سچی خادمہ بنیں۔ لڑکی بھی اور لڑکا بھی وقف کیا ہے۔ اس میں بچیاں بھی شامل ہیں۔ تو ایسے بچے جب جوان ہو رہے ہیں، ان کی شادیاں ہو رہی ہیں تو ان کو صرف اور صرف اپنے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا رکھنی چاہئے کہ یہی اس بہتر مستقبل کے حصول کا ذریعہ بنے گا جو انسان کی ایک انتہا ہے۔ پس جو واقف زندگی ہمارے مربی بن رہے ہیں، واقفات نو ہیں ان سب کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا دنیا کی چیزوں پر بہرحال مقدم رکھنی ہے اور دین کی خاطر ہر ایک قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ یہ عہد جو ہم باندھتے ہیں اس عہد کو ہر صورت میں پورا کرنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: پہلا نکاح عزیزہ ہبۃ الوحید واقفۂ نو کا ہے جو مکرم محمد اسلم صاحب آف جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم طارق ظہیر صاحب ابن مکرم خورشید انور صاحب وکیل المال قادیان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے ہوا ہے۔

دوسرا نکاح عزیزہ صائمہ احمد بنت مکرم اعجاز احمد صاحب لندن کا عزیزم انتصار احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو مربی سلسلہ ہیں اور پاکستان میں ہی رہتے ہیں اور ان کا حق مہر ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ دولہے کے وکیل مکرم شہزاد احمد صاحب ہیں۔

اور تیسرا نکاح عزیزہ عائشہ جمیل واقفۂ نو بنت مکرم جمیل احمد صاحب آف ربوہ کا ہے۔ مکرم جمیل احمد صاحب کے وکیل مکرم ناصر احمد صاحب ہیں۔ یہ نکاح پانچ ہزار یورو حق مہر پر عزیزم حسیب احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو بیلجیم کے رہنے والے ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کے طالبعلم ہیں۔ انشاء اللہ مربی بن کے نکلیں گے۔

تینوں نکاحوں کے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

❁......❁......❁......❁

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 فروری 2012ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ نصرت جہاں زارا بنت مکرم خالد تسلیم احمد ربوہ کا عزیز عطاء الہادی خان ابن مکرم ہدایت احمد خان صاحب امریکہ کے ساتھ (ہو رہا) ہے۔ یہ نکاح پچاس ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ اس نکاح میں دولہا دولہن دونوں کے وکیل مقرر ہیں۔ عزیزم حسن رضا احمد عزیزہ نصرت جہاں زارا کے وکیل ہیں اور لڑکے کی طرف سے سید محمد احمد صاحب وکیل ہیں۔

دوسرا نکاح عزیزہ نمرہ قدوس بنت مکرم

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں